نمبر ۱۵۳ | مورخہ ۲۶ جون سنہ ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۰ صفر سنہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۲۱ جون کو ڈلہوزی سے بذریعہ تار حسب ذیل اطلاع موصول ہوئی۔ بخار بالکل نہیں۔ اور بخار کے علاوہ جو دیگر تکالیف تھیں۔ اُن سے بھی آرام ہے۔ حضور کل تھوڑی دُور سیر کے لئے تشریف لے گئے ؞

نظارت دعوت و تبلیغ کی ہدایات کے ماتحت ۲۲ جون بعد نماز فجر چندہ انصار اللہ پر مشتمل پہلا تبلیغی وفد علاقہ بیٹ میں تبلیغ کے لئے روانہ ہوا۔

۲۳ جون۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ اور جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق موضع گنگڑے ضلع جالندھر کے تبلیغی جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے ؞

۲۱-۲۲ جون کی درمیانی شب تھوڑی سی بارش ہوئی جس سے حدت تپش اور گرمی میں کچھ کمی واقعہ ہو گئی ؞

اسیران کشمیر کی قانونی امداد

۱۔ قبل ازیں اطلاع دی جا چکی ہے۔ کہ میر پور ریاست جموں کے ایک مقدمہ میں جناب میر محمد بخش صاحب پلیڈر گوجرانوالہ کی مساعی جمیلہ سے جُہت سے مسلمان جن پر مقدمہ دائر تھا۔ بری ہو چکے ہیں۔ مگر اس مقدمہ میں چھ کو سزا ہو گئی تھی۔ ان کی ہائی کورٹ میں اپیل کی گئی۔ سر بی دلال چیف جج نے سماعت کی۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے جناب چودھری اسد اللہ خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لاء پیروکار تھے۔ تین گھنٹہ تک آپ نے بحث کی۔ جس کے نتیجہ میں ہائیکورٹ نے پانچ مسلمانوں کو بالکل بری کر دیا۔ اور ایک کی سزا میں تخفیف کر دی۔

۲۔ راجوری ریاست کشمیر میں قاضی عبد الحمید صاحب پلیڈر امرتسری سات نہایت اہم مقدمات کی پیروی کر رہے ہیں۔ یہ مقدمات قتل۔ ڈکیتی اور آتشزدگی کے ہیں۔ جن میں بیس سے زیادہ مسلمان ماخوذ ہیں۔ سوائے دو تین کے باقی تمام کو قاضی صاحب موصوف نے ضمانت پر رہا کرا لیا ہے ؞

۳۔ پونچھ میں چودھری عزیز احمد صاحب وکیل سیالکوٹی کی کوشش سے منگا خاں۔ سلطان خاں۔ فقیر خاں اور لعل خاں جنکو عدالت ماتحت سے تین تین سال قید با مشقت کی سزا ہوئی تھی۔ عدالت اپیل نے ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔ اور حکم دیا ہے۔ کہ ان کے مقدمات کی دوبارہ نئے سرے سے سماعت ہو۔ اور فرمان علی نمبردار کی سزا میں تخفیف کر دی گئی۔ اور جتنی سزا وہ اب تک بھگت چکا تھا۔ وہی کافی سمجھی گئی ؞

۴۔ سری نگر اور بارہ مولا میں شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ اور چودھری یوسف خاں صاحب پلیڈر کی کوشش سے رحیم ڈار سکنہ

سوپور اوّل اپیل میں بری ہوگیا ۔

(۲) ایک اپیل غلام محمد بنام سرکار بعدالت ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دائر تھی۔ جس میں ملزم کو عدالت ماتحت نے دو جرائم میں بترتیب دو ماہ قید اور دس روپے جرمانہ ۔ اور دوسرے میں دو ماہ قید اور ۱۵ ۔ روپے جرمانہ کی سزا دی تھی۔ ہمارے وکیلوں کی کوشش سے ملزم کی سزا میں تخفیف ہوگئی ۔ اور صرف ½ ۱ ماہ کی سزا ہوئی ۔ جس کی اپیل ثانی دائر ہے ۔

(۳) ایک اپیل غفار بنام سرکار جس میں ملزم مذکور کو دو ماہ قید اور ۵۰ ۔ روپے جرمانہ کی سزا ہوئی تھی۔ ہمارے وکیل صاحب کی قانونی کوشش سے ملزم دس روپے جرمانہ دے کر بری ہوگیا ۔

(۴) دو مقدمات بلوہ سرکار بنام پیر حسام الدین صاحب وغیرہ جن میں تقریباً بیس مسلمان ماخوذ ہیں۔ ہمارے وکلاء نے ہائی کورٹ میں درخواست دے کر ان کو سری نگر سے عدالت مظفر آباد میں منتقل کرا لیا ہے۔ کیونکہ ملزمان مذکور مظفر آباد کے رہنے والے ہیں۔ سری نگر میں ملزمان کو نقصان کثیر پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ ہمارے دوسرے وکیل چودھری یوسف خان صاحب بارہ مولا میں پانچ مقدمات بلوہ کی پیروی کر رہے ہیں ۔

۵ ۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ میرپور میں نہایت جانفشانی سے مقدمات کی پیروی میں مصروف ہیں۔ ایک مقدمہ سرکار بنام فتو وغیرہ میرپور میں پیش ہوئے۔ جس میں ڈکیتی کے الزام میں چار مسلمان پکڑے گئے تھے ۔ آپ کی کوشش سے چاروں مسلمان بری ہوگئے۔ ایک اور مقدمہ سرکار بنام حسن شاہ جو قتل اور ڈکیتی کا ہے ۔ اس میں اور اس کے علاوہ کئی اور مقدمات میں شیخ صاحب پیروی کر رہے ہیں ۔

اللہ تعالےٰ ہمارے ان تمام دوستوں کی کوشش بار آور کرے اور غریب مسلمانوں کو مصائب سے نجات دے ۔ آمین

شمس کاشمیری اسسٹنٹ سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق مسلمانانِ سوپور کا تار

مسلمانانِ سوپور (کشمیر) نے محمد خاں صاحب کی وساطت سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی علالت کی خبر پڑھ کر بذریعہ جوابی تار حضور اقدس کی حالت دریافت کی ۔ اور لکھا ہے ۔ کہ سوپور کی مسلمان پبلک حضور کی صحت کے لئے دعا گو ہے ۔

جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کے لئے مبارکباد کی قراردادیں

جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کے وائسرائے ہند کی اگزیکٹو کونسل میں تقرر کے متعلق بعض احمدی جماعتوں کی قراردادیں پہلے شائع کی جاچکی ہیں۔ مزید اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ حسب ذیل احمدیہ انجمنوں نے بھی اپنے جلسے منعقد کر کے مبارکباد کی قراردادیں پاس کی ہیں ۔

۱ ۔ انجمن احمدیہ نوشہرہ چھاؤنی ۔ ۲ ۔ انجمن احمدیہ منٹگمری ۔

۳ ۔ انجمن احمدیہ لدہانہ ۔

سر فضل حسین صاحب اور چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کے اعزاز میں دعوت

پنجاب کونسل کی یونینسٹ پارٹی نے ۱۹ ۔ جون میاں سر فضل حسین صاحب اور چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کے اعزاز میں ایک پارٹی دی جس میں ۹۵ معزز مہمانوں نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر چودھری چھوٹو رام صاحب نے یونینسٹ پارٹی کے رہنما کی حیثیت سے حسب ذیل تقریر کی :-

آپ نے کہا یہ ضیافت میاں سر فضل حسین کو کے سی ایس آئی کا خطاب ملنے پر اور چودھری ظفر اللہ خاں کے وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل کی رکنیت پر فائز ہونے کی تقریب میں دی گئی ہے اور یہ دونوں حضرات پہلے یونینسٹ پارٹی کے ارکان تھے ۔

آپ نے میاں صاحب کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے کہا ۔ وہ نہایت تیز فہم ہمدرد اور فیاض قلب کے مالک ہیں ۔ وہ نہ صرف ایک کامیاب انتظامی افسر ہیں بلکہ ایک دوراندیش مدبر بھی ہیں پنجاب میں مجھے ایسا کوئی دوسرا شخص نظر نہیں آتا ۔ جو ان اوصافِ حسنہ سے متصف ہو ۔

میں چودھری ظفر اللہ خاں کو گزشتہ ۸ سال سے جانتا ہوں جس وقت مقدمہ سازش میں وکیل مقرر ہوئے ۔ اس وقت وہ وکالت میں خاص امتیاز حاصل کر چکے تھے ۔ وہ ۱۹۲۶ء میں کونسل میں آئے ۔ اور انہوں نے اس پر اپنی لیاقت اور فہم و تدبر کا سکہ بٹھا دیا۔ ان کی تقریریں سنکر ارکان کو یقین ہوگیا کہ وہ بہت جلد بہت بڑے سیاستدان بننے والے ہیں ۔ وہ بڑے نکتہ رس واقع ہوئے ہیں ۔ ان کی تقریر میں بڑا زور ہے ۔

کونسل کے بعد انہیں گول میز کانفرنس میں نمائندگی کا موقعہ ملا جہاں سب جانتے ہیں ۔ کہ انہوں نے نمایاں امتیاز حاصل کیا (نعرہ ہائے تحسین)

انہوں نے مقدمہ سازش میں اپنے فرائض جس خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے ہیں۔ ان سے ہم بخوبی واقف ہیں ۔ اور اب وہ سر فضل حسین کی جگہ عارضی طور پر وائسرائے کی کونسل کے رکن مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ اس سے نمایاں ظاہر ہے کہ ان کی لیاقت اور سیرت سے صرف ان کے دوست ہی واقف نہیں بلکہ اعلےٰ افسروں کو بھی اس کا احساس ہو چکا ہے (نعرہ ہائے تحسین)

سر فضل حسین نے اس اعزاز کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا ۔ کہ یہ امر غیر منصفانہ ہے ۔ کہ مجھے تو بتلایا گیا ۔ کہ یہ ضیافت میری صحت یابی کے سلسلے میں دی جا رہی ہے ۔ لیکن اس موقعہ پر اس کا حوالہ دینے کی بجائے کے سی ایس آئی کے خطاب کا قصہ چھیڑ دیا گیا ۔

انہوں نے اس امر پر اظہار افسوس کیا ۔ کہ چودھری چھوٹو رام نے ان کے متعلق مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے ۔ انہوں نے اپنے دوستوں کو یقین دلایا ۔ کہ مجھ میں کوئی حیرت انگیز خوبی نہیں ۔ اور میں نے کوئی حیرت انگیز کام نہیں کیا ۔ میں نے جو کچھ کیا ۔ وہ یہ تھا ۔ کہ چند اصولی طریقوں کو جامۂ عمل پہنا دیا ۔

میرا طریق کار ان اشخاص سے چنداں مختلف نہیں ۔ جنہوں نے ۲۰ ۔۱۹۱۹ء میں محسوس کیا ۔ کہ وہ کانگرس کی تحریک عدم تعاون کی حمایت کرنے سے قاصر ہیں ۔ میں ان کثیر التعداد اشخاص میں سے ہوں جنہوں نے جرأت سے کام لیکر صاف کہدیا ۔ کہ ہم کانگرس کے مسلک کی تائید نہیں کر سکتے ۔

میں حاضرین کو یقین دلاتا ہوں ۔ کہ میں نے کوئی نئے اصول وضع نہیں کئے وہ کوئی حیرت انگیز اصول نہیں ۔ یہ وہی اصول ہیں جن کا مطالبہ کثیر التعداد کانگرسیوں نے کیا ۔ اور جن پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ۔ کیا کوئی ایسا کانگرسی ہے جس کا یہ نظریہ نہ ہو ۔ کہ ملک کی ترقی کا انحصار ملک کے تمام حصص پر ہے (نعرہ ہائے تحسین) کون ایسا کانگرسی ہے جس کا عقیدہ یہ نہیں ہے ۔ کہ جب تک ملک کے غیر ترقی یافتہ علاقے دوسرے ترقی یافتہ علاقوں کی صف میں نہ آجائیں کوئی حقیقی ترقی نہیں کی جا سکتی ۔ کیا کوئی کانگرسی ایسا ہے ۔ جو یہ رائے نہ رکھتا ہو ۔ کہ محض بڑے شہر کے باشندوں کے لئے سہولتیں بہم پہنچا کر ہم ایک ایسی جماعت پیدا کر رہے ہیں ۔ جو غرباء کے طبقہ پر حکومت کرے ۔ اس سلسلہ میں بھی میں نے کوئی اصول خود وضع نہیں کیا ۔ بلکہ انہی اپنے دوستوں سے اخذ کیا ہے ۔ لیکن سر فضل حسین نے اس بات کو تسلیم کیا ۔ کہ ان اصولوں کو نافذ کرنے کا جو طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے ۔ وہ کانگرس سے مختلف ہے ۔ انہوں نے فرمایا کہ بیسویں صدی کے ابتدائی دس سال کے دوران میں کانگرس کا رکنوں کا نظریہ یہ تھا ۔ کہ اس ملک میں سیاسی خدمت اس طریق سے انجام دی جا سکتی ہے کہ کچھ اصول وضع کئے جائیں ۔ ان پر بحث و تمحیص کی جائے ۔ اور اہل وطن کی سیاسی تربیت کی جائے ۔ تاہم آج کل کے کانگرسی خود مختاری اور خود داری کے اصول پر عقیدہ رکھتے ہیں ۔ لیکن میرا مسلک کبھی یہ نہیں رہا ۔ مجھے یاد ہے کہ میں ترمیم قانون ڈسٹرکٹ بورڈ ۔ ترمیم بلدیات وغیرہ کے متعلق ہر روز گھنٹوں اپنے دوستوں کے ساتھ بحث کرتا رہا ہوں ۔

اس وقت ملک کی سیاسی زندگی کے لئے ایک عظیم الشان خطرہ پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ ہے ۔ کہ یہاں کے رہنما دوسروں کو بحث و تمحیص اور ترغیب و تشویق کے ذریعہ سے اپنا ہم خیال بنانے کی بجائے "مختار کل" بننے کے خواہشمند ہیں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۵۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ جون ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

فرنچائز رپورٹ میں عورتوں کا حق نمائندگی

مسلمان خواتین کو حق نمائندگی حاصل ہونا چاہیئے

"الفضل" کی ایک گزشتہ اشاعت کے ذریعہ انڈین فرنچائز کمیٹی کی اہم تجاویز کا خلاصہ ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاچکا ہے۔ جس کے مطالعہ سے معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ کمیٹی نے عورتوں کو بھی ووٹ دینے اور فیڈرل اسمبلی و صوبجاتی کونسلوں میں ممبر منتخب ہونے کا حق دیا ہے۔

مختلف صوبوں میں عورتوں کا حق نیابت

کمیٹی نے بعض صوبوں میں تو ووٹروں کی تعداد کا تخمینہ پیش کرتے ہوئے عورتوں کی نمائندگی کے لئے علیحدہ تعداد مقرر کر دی ہے۔ اور بعض میں خاص نسبت کے متعلق سفارش کی ہے۔ چنانچہ صوبہ مدراس میں ووٹروں میں ۲۰ بیس فیصدی۔ صوبہ بمبئی میں ۲۰ بیس فیصدی۔ صوبجات متحدہ میں ۷۶ چھہتر لاکھ میں سے ۱۶ سولہ لاکھ۔ صوبہ پنجاب میں ۲۸ اٹھائیس لاکھ میں سے ساڑھے چار لاکھ۔ صوبہ بہار و اڑیسہ میں ۳۵ پینتیس لاکھ میں سے ساڑھے تین لاکھ۔ اور صوبہ آسام میں دس لاکھ میں سے دو لاکھ عورت ووٹروں کی تعداد تجویز کی ہے۔ صوبہ بنگال اور صوبجات متوسط کے لئے خاص سفارش کی ہے۔ اور صوبہ سرحد کو خاص سلوک کا مستحق قرار دے کر یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ پارلیمنٹ کو آئندہ تحقیقات کی روشنی میں اس کے متعلق فیصلہ کرنا چاہیئے:۔

عورتوں کو حق نیابت ملیگا

اگرچہ مسلمانوں کا ایک حصہ بعض تمدنی، معاشرتی، انتظامی اور تعلیمی مشکلات کی وجہ سے عورتوں کی نمائندگی کے حق میں نہیں لیکن اب جبکہ فرنچائز کمیٹی نے عورتوں کی نمائندگی پر خاص زور دیا ہے۔ اور ہر صوبہ میں ان کے حق رائے دہندگی کی پُر زور سفارش کی ہے اس کے ساتھ ہی جب ہندوستان کی تمام دیگر اقوام عورتوں کے اس حق کو ضروری سمجھتی ہیں۔ اور اس کے حصول کے لئے پُر زور مطالبہ کر رہی ہیں۔ تو یہ امر یقینی معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورتوں کو حق نیابت دے دیا جائے گا۔ اور پھر جبکہ مسلمانوں میں بھی اس خیال کے لوگوں کی کمی نہیں۔ جو عورتوں کے اس حق کے حامی ہیں۔ اور خود سر کردہ مسلمان عورتیں بھی اس کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ تو اب یہ سوال اٹھانا۔ کہ فرنچائز کمیٹی کی یہ سفارش منظور نہ کی جائے۔ بالکل بے فائدہ ہے۔ جب حکومت کا رجحان اس طرف ہے۔ کہ عورتوں کو حق نمائندگی دیا جائے۔ اور ہندوستان کی دیگر تمام اقوام متفقہ طور پر یہ حق لینے پر آمادہ ہیں۔ تو مسلمانوں کے ایک حصہ کے کہنے سے اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا:۔

مسلمان خواتین اور حق نیابت

زیادہ سے زیادہ یہ ہوسکتا ہے (گو اس کی بھی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی) کہ مسلمان عورتوں کو حق نمائندگی نہ دیا جائے۔ لیکن اس سے نہ صرف مسلمان خواتین کے دلوں میں اپنی حق تلفی کے متعلق شدید جذبہ پیدا ہونا یقینی ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی اہلی زندگی پر سخت ناگوار اثر پڑے گا۔ بلکہ بحیثیت قوم بھی مسلمانوں کے لئے یہ سخت نقصان رساں ہے۔ ووٹ دینے کے لئے فرنچائز کمیٹی نے جو شرائط قرار دیئے ہیں۔ ان کی وجہ سے خطرہ ہے۔ کہ دیگر اقوام کے مقابلہ میں مسلمان ووٹروں کی تعداد اپنی آبادی کی نسبت سے کم ہوگی۔ اسی وجہ سے فرنچائز کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق جہاں مسلمان بے اطمینانی کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہاں یہ بھی کہا جارہا ہے۔ کہ جب کمیٹی نے مختلف صوبوں کے لئے اور مختلف طبقات آبادی کے لئے ووٹ دینے کے مختلف معیار مقرر کئے ہیں۔ مثلاً اچھوت اور پسماندہ اقوام کے ووٹروں کا تناسب دوسری اقوام کے ووٹروں کے قریب تر لانے کے لئے کمیٹی نے ان کے لئے خاص معیار تجویز کئے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ مسلمان ووٹروں کا تناسب پورا کرنے کے لئے ضروریات کے مطابق محولہ بالا اصول کو وسعت نہ دی جائے گویا بحالات موجودہ مسلمانوں کو خطرہ ہے۔ کہ ان کے ووٹ دینے کے لئے چونکہ وہی شرائط قرار دی گئی ہیں۔ جو ان اقوام کے لئے ہیں۔ جنہیں وہ خاص حالات کی وجہ سے اور عرصہ تک حکومت کے اداروں پر قابض ہونے کے باعث مسلمانوں کی نسبت زیادہ تعداد میں پوری کرسکتی ہیں۔ اس لئے وہ اپنی آبادی کی نسبت سے ووٹ دینے کا پورا حق حاصل نہ کرسکیں گے۔ اور دوسری اقوام کے مقابلہ میں ان کے ووٹروں کی تعداد بہت کم ہوگی۔ ایسی صورت میں اگر مسلمان عورتوں کو بھی ووٹ دینے کے حق سے محروم کر دیا گیا۔ تو ظاہر ہے۔ کہ مسلمان ووٹروں کی تعداد بہت ہی کم رہ جائے گی۔ اور یہ اتنا بڑا نقصان ہوگا۔ جس کی کسی اور طریق سے تلافی نہ ہوسکیگی:۔

مسلمان خواتین کے جذبات

علاوہ ازیں یہ بھی خیال کرنا چاہیئے۔ کہ جب ہمسایہ اقوام کی عورتوں کو مسلمان خواتین سیاسی اور ملکی معاملات میں حصہ لیتے دیکھیں گی اور اپنے متعلق یہ سمجھیں گی۔ کہ مردوں نے محض اس لئے انہیں سیاسی اور ملکی معاملات کو سمجھنے کے ناقابل بنا رکھا ہے۔ کہ وہ ان کے لئے کوئی مناسب صورت پیدا نہیں کرسکتے۔ اور مذہب کو آڑ بنا کر انہیں ترقی اور روشن خیالی کے میدان سے پیچھے کھینچ رہے ہیں۔ تو ان کے دلوں میں کیا جذبات پیدا ہونگے۔ یقیناً وہ یہ خیال کریں گی۔ کہ ان کی دیگر اقوام کی عورتوں سے پسماندگی اور دنیوی زندگی سے تعلق رکھنے والے اہم امور سے بیگانگت کا باعث مذہب ہے۔ اس طرح مذہب کے متعلق ان کے دلوں میں نفرت پیدا ہوگی۔ اور وہ اس جذبہ کے ماتحت اُن حدود کی بھی کوئی پرواہ نہ کریں گی۔ جو مذہب نے ان کی بہتری اور بھلائی کے لئے مقرر کی ہیں:۔

افسوسناک مثال

اس قسم کی افسوسناک مثال پہلے بھی موجود ہے۔ مسلمانوں نے پردہ کے متعلق غلط اور اسلام کے منشاء کے خلاف مفہوم ذہن میں رکھ کر عورتوں کو موجودہ زمانہ سے تعلق رکھنے والی تعلیم سے محروم رکھنا چاہا۔ اور اس کے لئے بڑا زور لگایا۔ نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ ایک طرف تو مسلمان تعلیمی میدان میں بہت پیچھے رہ گئے۔ دوسری طرف ان عورتوں نے جنہیں موقعہ مل سکا۔ پردہ کے متعلق ضروری حدود کو بھی نظر انداز کر دیا۔ اگر مسلمان اسلامی پردہ کے ساتھ عورتوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتے۔ اور یہ ثابت کر دیتے۔ کہ اسلام نے پردہ کا جو حکم دیا ہے۔ وہ عورتوں کی ذہنی۔ دماغی اور تعلیمی ترقی میں قطعاً روک ثابت نہیں ہوسکتا۔ اور یہ محال نہ تھا۔ تو پردہ کے خلاف مسلمان عورتوں میں قطعاً وہ جذبہ نہ پایا جاتا۔ جو بعض حلقوں میں اب موجود ہے۔ اسی طرح اب اگر مسلمان خواتین کو حق نیابت سے محروم رکھنے کی کوشش کی گئی۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ مذہب کے متعلق اُن کے دلوں میں جذبۂ حقارت بہت وسعت اختیار کرے گا۔ حالانکہ اسلام نے اس بارے میں قطعاً ان کی حق تلفی نہیں کی:۔

کیا کرنا چاہیئے

پس مسلمانوں کو یہ خیال بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ مسلمان خواتین کو حق نیابت سے محروم رکھنے کی کوشش کریں۔ اس کوشش میں نہ تو

ان کے لئے کامیابی کی کوئی صورت ہے۔ اور نہ کامیابی انکے لئے مفید ہوسکتی ہے۔ ہاں یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ایسا انتظام ہو کہ اس حق کو استعمال کرتے ہوئے عورتوں کو کوئی شرعی مشکل پیش نہ آئے اور اس قسم کا انتظام ناممکن نہیں ؛

جُداگانہ انتخاب اور عورتوں کا حق نیابت

اس میں شک نہیں۔ کہ مسلمان جُداگانہ انتخاب کے حق میں ہیں اور بحالاتِ موجودہ کسی صورت میں بھی مخلوط انتخاب منظور کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حکومت پر یہ حقیقت مسلمان نہایت وضاحت کے ساتھ اور بتکرار ظاہر کرچکے ہیں۔ اگر آئندہ نظامِ حکومت کی بنیاد اسی طریق پر رکھی گئی۔ تو عورتوں کی نیابت کا مسئلہ مسلمانوں کے لئے بہت آسان ہو جائے گا۔ اور اس صورت میں عورتوں کو ووٹ کا حق دینے پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ مسلمان بآسانی ایسا انتظام کرسکتے ہیں کہ عورتیں پردہ کی پابندی کے ساتھ ووٹ دے سکیں۔ ہاں جس وقت مخلوط انتخاب ہو۔ اس وقت مسلمانوں کا حق ہوگا۔ کہ ایسی شرائط مقرر کرائیں۔ جن کے رُو سے ان کے حقوق کو نقصان نہ پہنچے ؛

اس نقطہ نگاہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ضروری ہے۔ کہ مسلمان خواتین کو بھی ووٹ کا حق حاصل ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ خواتین ووٹر بن سکیں ؛

دیگراں را نصیحت

بجنور کا اخبار باوجود "مدینہ" نام رکھنے کے مسلمانوں کے حقوق و مفاد کو نظر انداز کرکے کانگرس کی اندھادھند حمایت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور بسا اوقات اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ تہذیب و شرافت کی حدود کو پامال کرتا ہوا مسلمان لیڈروں اور مسلمان اخبارات پر طعن و تشنیع کی بوچھاڑ شروع کر دیتا ہے۔ اس وقت اسے نہ اسلام کی رواداری یاد ہوتی ہے۔ اور نہ "روائتی وسیع الاخلاقی" خیال میں آتی ہے۔ لیکن جب کوئی مسلمان لیڈر ان ہندو لیڈروں کے جواب میں کچھ کہے۔ جو دن رات تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے ان کے اخلاق پر حملہ کرنے ان کی شہرت کو خراب کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ تو "مدینہ" اسے برداشت نہیں کرسکتا اور جھٹ "دیگراں را نصیحت" پر عمل پیرا ہو کر "اسلام کی رواداری اور روائتی وسیع الاخلاقی" کا وعظ شروع کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اس مولانا شوکت علی کے متعلق اپنے ۱۷ جون کے پرچہ میں یہ لکھا ہے کہ "جماعتی مسائل میں مولانا کو خارج انداز را پاداش سنگ است" کے مطابق بھائی پرمانند اور ڈاکٹر مونجے کو دندان شکن جواب دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں ان کی نظر اسلام کی رواداری اور روائتی وسیع الاخلاقی سے ہٹ کر ان جماعتوں کی تقلید کرتی ہے۔ جن کی تنگ نظری۔ تعصب پروری۔ اور سیاسی بے انصافی ہمارے نزدیک بھی کبھی محلِ نظر نہیں رہی!

قابلِ دریافت یہ امر ہے۔ کہ خود "مدینہ" کی نظر کہاں تک "اسلام کی رواداری اور روائتی وسیع الاخلاقی" پر قائم رہتی ہے اور وُہ مسلمان کہلانے والوں، مسلمانوں کی خاطر جانی و مالی قربانیاں کرنے والوں۔ مسلمانوں کے نفع و نقصان میں اپنے آپ کو شریک سمجھنے والوں کے متعلق کس حد تک "وسیع الاخلاقی" کا ثبوت دیتا ہے کیا اس کی تشریح کی ضرورت ہے ؟

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی دہلی سے روانگی

وائسرائے ہند کی اگزیکٹو کونسل کی ممبری کا چارج لینے کے لئے ۱۸۔ جون کو جب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے مقدمہ سازش دہلی کے فرائض سے سبکدوشی حاصل کی۔ تو ایسا نظارہ پیش آیا جس کی مثال غالباً پہلے کہیں نہ مل سکے۔ سب سے پہلے ٹریبونل کے صدر نے چوہدری صاحب موصوف کا ذکر نہایت اعلےٰ الفاظ میں کیا۔ پھر ملزموں کے وکیل ڈاکٹر کچلو صاحب نے چوہدری صاحب کی تعریف میں تقریر کی۔ اور آخر کار ملزمین میں سے نند کشور نگم اور دو یا تین نے بھی جو اچھے تعلیم یافتہ ہیں۔ چوہدری صاحب کے متعلق تقریریں کیں اور کھلے الفاظ میں اس امر کا اعتراف کیا۔ کہ ان کی روش دوران مقدمہ میں بے حد شریفانہ رہی ہے۔ ایک ملزم جو بوجہ بیماری ضمانت پر رہا ہے۔ چوہدری صاحب کو رخصت کرنے کے لئے سٹیشن پر آیا ؛

ملزموں کے وکیل اور خود ملزموں نے چوہدری صاحب کے متعلق جن خیالات اور جذبات کا اظہار کیا۔ ان سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ چوہدری صاحب نے نازک ترین فرائض کی ادائیگی میں بھی کتنی بڑی قابلیت اور کتنے اعلےٰ اخلاق کا ثبوت دیا ہے کہ جن لوگوں کو سازش کے مجرم ثابت کرنے کے لئے آپ مقرر تھے۔ انہوں نے بھی آپ کے اخلاق اور شرافت کا اعتراف کرنا اپنا فرض سمجھا ؛

امریکہ نے مسکرات کا قانون منسوخ کردیا

کچھ عرصہ ہوا۔ امریکہ نے شراب کی مضرتوں اور نقصانات سے عاجز آکر اس کے امتناع کا قانون پاس کیا تھا۔ اور ہر طرح کوشش کی گئی تھی۔ کہ اس قانون کو پوری طرح رائج کیا جائے۔ لیکن آخر اسے یہ قانون واپس لینا پڑا۔ اور ریپبلکن نیشنل کنونشن میں ۴۷۲ اور ۶۸۱ ووٹوں کے تناسب سے امتناع مسکرات کے قانون کو منسوخ کردیا گیا ؛

اگرچہ اس قانون کے رائج کرنے میں امریکہ کو پہلے بھی پوری طرح کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ لیکن اب تو قانون خود مٹ گیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کا انحصار انسانوں کی زبانوں پر تھا۔ اس کے مقابلہ میں اسلام نے جو قانون نافذ کیا۔ وُہ آج ساڑھے تیرہ سو سال گزر جانے کے باوجود اسی طرح قائم ہے۔ اور مذہب سے تعلق رکھنے والا ہر مسلمان اس کا احترام کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ کیونکہ وُہ یقین رکھتا ہے۔ کہ یہ انسانوں کا بنایا ہوا نہیں۔ جس کے غلط اور غیر مفید ہونے کا خیال پیدا ہو۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے جس کا ہر حکم اپنی مخلوق کی بہتری کے لئے ہوتا ہے ؛

رعایائے کشمیر کی غربت

ریاست کشمیر کے باشندوں کی مالی حالت جس درجہ افسوسناک ہے۔ اسے مدِنظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ خطۂ زمین جو اپنی گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے ساری دُنیا میں مشہور ہے۔ اس میں بسنے والے دُنیا کے مفلس ترین انسان ہیں۔ لیکن حکومت کو اس کا کچھ بھی احساس نہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ علاقہ کشمیر کی ۹۵ فیصدی۔ اور علاقہ جموں کی ۶۳ فیصدی آبادی مسلمان ہے۔ اور غربت و فلاکت کے زیادہ تر شکار مسلمان ہی ہیں ؛

جس ملک میں صنعت و حرفت کے سامان موجود ہوں۔ اور نہ فنون کے سامان ہی موجود ہوں۔ بلکہ جہاں کے باشندے دستکاری کی وجہ سے ساری دُنیا سے خراج تحسین حاصل کرتے رہے ہوں۔ اس میں اگر غربت کی یہ حالت ہو۔ جو نظر آتی ہے۔ تو اس کی ذمہ داری حکومت پر ہی عائد ہوتی ہے۔ حکومت کا فرض ہے۔ کہ اپنی رعایا کی خوشحالی کے لئے ہر ممکن طریق اختیار کرے۔ اور کم از کم برآمد کے ناقابلِ برداشت محصولات تو منسوخ کردے ؛

مسلمان اور مخلوط انتخاب

ایک مشہور ہندو لیڈر سر چمن لال سیتلواد نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں ہندو مسلم سمجھوتہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ "فرقہ وارانہ سوال کا فیصلہ صرف اس طرح ہوسکتا ہے کہ تمام فرقے مخلوط انتخاب کو تسلیم کرلیں"۔ "ملاپ" (۲۱ جون) نے اس "تجویز" کو مسلمانوں کے لئے نہایت "قابلِ غور" بتایا ہے۔ لیکن خود ان الفاظ کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جو ہندوؤں کے متعلق کہے گئے ہیں اور جو یہ ہیں۔ کہ :-

"میں نے ہمیشہ اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ اس معاملہ میں اکثریت (ہندوؤں) کو فیاضی سے کام لینا چاہیئے۔ اور اقلیتوں کا اعتماد حاصل کرنا چاہیئے"

کیا ہندوؤں نے ایسا کیا۔ اگر نہیں۔ اور قطعاً نہیں۔ تو پھر مخلوط انتخاب کی تجویز کس مونہہ سے مسلمانوں کے لئے قابلِ غور بتائی جاتی ہے۔ ہندو نہ صرف فیاضی سے کام نہیں لینا چاہتے۔ بلکہ سخت ناانصافی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور اقلیتوں کو قطعاً ان پر کسی قسم کا اعتماد نہیں۔ اس حالت میں مخلوط انتخاب کا خیال بھی ان کے دماغ میں نہیں آسکتا ؛

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

لفظ "توفی" کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا متحدیانہ چیلنج

مولوی ثناء اللہ صاحب کا اپنے عجز و بیچارگی کا اعتراف

خدا تعالیٰ کے ماموروں کی خصوصیت

خدا تعالیٰ کے انبیاء اور مامورین کا یہ خاصہ ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں۔ علماء زمانہ کو چونکہ اپنے علم پر بہت ناز ہوتا ہے اس لئے وہ مامورین کو اپنے مقابلہ میں کم علم خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ظاہری علوم کے اکتساب میں انہوں نے وہ محنت اور سعی نہیں کی ہوتی جو اس زمانہ کے مولوی اور عالم کہلانے والوں نے کی ہوتی ہے۔ لیکن انہیں چونکہ اللہ تعالیٰ خود علم سکھاتا ہے۔ اس لئے جب بھی کوئی علمی مقابلہ ہو۔ وہی غالب آتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود اور علمائے زمانہ

موجودہ زمانہ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور علماء زمانہ کے مقابلہ میں بھی ہمیں یہی نظارہ نظر آتا ہے۔ ظاہرا طور پر علوم مروجہ کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی خاص سعی اور کوشش نہیں فرمائی۔ لیکن باین اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کر کے آپ نے قرآن پاک کے وہ حقائق و معارف بیان فرمائے۔ اور مختلف عقائد کے متعلق قرآن پاک کی آیات سے ایسے ایسے استدلال کئے۔ کہ بڑے بڑے عالم اور فاضل متعدد طور پر آپ کے مقابلہ سے عاجز آ گئے۔

حضرت مسیح موعود کے متحدیانہ چیلنج

آپ نے عربی زبان کی تحصیل ظاہر طور پر نہ کی تھی۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے تمام ان علماء کو جو تمام عمر اس شغل میں لگے رہے بلکہ ان کو بھی جو عربی النسل تھے۔ اپنے مقابلہ پر فصیح و بلیغ عربی لکھنے کے لئے پرزور چیلنج دیا۔ جسے آج تک کسی نے قبول نہیں کیا۔ اسی طرح قرآن پاک سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات ثابت کرتے ہوئے آپ نے پوری تحدی کے ساتھ دعویٰ کیا۔ اور چیلنج دیا۔ کہ

"اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یا اشعار و قصائد نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے۔ کہ اگر کسی جگہ "توفی" کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو۔ وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے۔ تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں۔ کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا"۔

(ازالہ اوہام طبع دوم صفحہ ۳۷۵)

حضرت مسیح موعود سے علماء کی عداوت

اپنی زندگی میں حضور علیہ السلام بار بار یہ چیلنج دیتے رہے۔ اور آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کے متبعین کی طرف سے ہمیشہ مخالفین کے سامنے یہ پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن کسی کو یہ جرأت نہیں ہوتی۔ کہ اسے قبول کر کے مقررہ انعام حاصل کر سکے۔ اور جرأت ہو بھی کس طرح سکتی تھی۔ جبکہ آپ نے اپنے کسی علم کی بناء پر نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے حاصل شدہ علم کی بناء پر یہ دعویٰ کیا تھا۔ دنیا میں ہزاروں سینکڑوں لوگ ایسے تھے جنہوں نے اپنی زندگیاں علوم متداولہ کی تحصیل میں صرف کر دی تھیں۔ پھر اپنے وقار و عزت کو قائم و برقرار رکھنے کے لئے وہ تمام دیگر مشاغل ترک کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نیچا دکھانے اور آپ کو دنیا میں ناکام و نامراد رکھنے کے لئے دن رات کوشاں رہتے تھے۔

علماء کی بے چارگی

ایسے لوگوں کے لئے یہ چیلنج جسقدر اہمیت رکھتا ہے۔ ظاہر ہے۔ جن کی زندگی کا مشن ہی آپ کو نیچا دکھانا تھا۔ اگر وہ اس سے عہدہ برآ ہو سکتے۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ اس سے دریغ کرتے۔ لیکن سب نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ مشرق سے لیکر مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک کوئی بھی ایسا شخص پیدا نہ ہوا۔ جو آپ کے اس متحدیانہ چیلنج کو قبول کر کے مرد میدان بنکر سامنے آتا۔ اور اس مطالبہ کو پورا کر کے آپ کو نیچا دکھانے کی دلی آرزو کو پورا کرنے کے علاوہ گراں قدر رقم بطور انعام بھی حاصل کرتا۔ علماء کی یہ بے چارگی بے بسی اور عجز اس بات کی بین دلیل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مامور کو ایسا علم دیا تھا۔ جو انسانی طاقت سے حاصل ہونا ناممکن تھا۔ اور جس کا مقابلہ کرنا کسی کے بس کی بات نہ تھی۔

ایک پنڈت صاحب کی بیہودہ گوئی

لیکن ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب ہم نے ۱۳ مئی کے اہلحدیث میں دیکھا۔ کہ ایک پنڈت آتمانند نامی نے اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت کی ہے جسے قریباً نصف صدی سے تمام دنیا کے علماء کہلانے والے منظور نہ کر سکے تھے

پنڈت صاحب نے اپنے اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بعض نہایت ناشائستہ غیر مہذب اور بالکل خلاف واقعہ باتیں بیان کر کے انتہائی دروغگوئی سے کام لیا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کی مالی حیثیت کو نہایت غیر اہم ظاہر کرنے کے لئے بیہودہ گوئی تک سے دریغ نہیں کیا۔ باوجودیکہ ہم پنڈت صاحب کی حیثیت اور اصل حقیقت سے بخوبی واقف ہیں۔ اور اس لحاظ سے بھی بتا سکتے ہیں۔ کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔ لیکن ایسی باتوں میں پڑنا ہم تضیع اوقات سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کی یاوہ گوئی کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ خواہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی جائداد تھی یا نہ تھی۔ لیکن جب کسی شخص نے میدان میں آ کر اپنے آپ کو اس انعام کا حقدار ہی ثابت نہیں کیا۔ تو پھر خواہ مخواہ آج یہ کہنا۔ کہ مرزا صاحب کی جائیداد کی مالیت بالعقد روپیہ سے زیادہ نہ تھی۔ بالکل دور از کار اور لغو بات ہے۔

خلط مبحث کی کوشش

ہاں اگر کوئی شخص سامنے آتا۔ اور اپنے آپ کو اس انعام کا اہل ثابت کرتا۔ اور پھر آپ بوجہ اپنی مالی حیثیت کے کمزور ہونے اور جائیداد کی کمی کے مقررہ انعام ادا نہ کر سکتے۔ تو کسی کو یہ کہنے کا حق ہو سکتا تھا۔ لیکن جب کسی کو سامنے آنے کی جرأت ہی نہ ہوئی۔ تو خواہ مخواہ آپ کی جائیداد کی حیثیت کو معرض بحث میں لانا خلط مبحث کی فضول کوشش نہیں تو اور کیا ہے۔

چیلنج اب بھی قائم ہے

پھر اس امر کو جانے دو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جائداد کی کیا حیثیت تھی۔ یہ چیلنج بدستور قائم ہے۔ اور جو کوئی اسے منظور کر کے حضور علیہ السلام کے مطالبہ سے عہدہ برآ ہو سکے۔ جماعت احمدیہ آج بھی اسے مقررہ انعام ادا کرنے کو تیار ہے۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ حالت ہے۔ کہ کسی کو جائیداد کے کم ہونے کی آڑ لینے کا بھی کوئی موقعہ نہیں۔ کیونکہ آج صدر انجمن احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں روپیہ کی جائداد کی مالک ہے۔ اور پھر جماعت میں بھی متعدد ایسے افراد موجود ہیں جن میں سے کئی ایک لاکھوں روپیہ کی جائیداد رکھتے ہیں۔ پس کیا کسی کو جرأت ہے۔ کہ آج جبکہ جماعت کی مالی حیثیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس امر کا کوئی احتمال نہیں۔ کہ شاید انعام ادا نہ ہو سکے۔ مرد میدان بنے اور بیان کردہ شرائط کے ساتھ توفی کے معنی بجز قبض روح ثابت کر کے انعام حاصل کرے۔

پنڈت صاحب کی انتہائی سادگی یا کم فہمی

پنڈت صاحب نے اپنے خیال میں تو بہت بڑا تیر مارا ہے۔ کہ اتنے بڑے متحدیانہ چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ لیکن کیا کیا یہ دیکھ کر ان کی سادگی اور بے چارگی پر تبسم آتا ہے۔ مطالبہ تو یہ تھا کہ قرآن کریم یا حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یا اشعار و قصائد نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کیا جائے

کہ کسی جگہ "توفی" کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو۔ وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہو لیکن آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب براہین احمدیہ سے جو آپ نے اس وقت تصنیف فرمائی۔ جبکہ آپ خود عامۃ المسلمین کے خیال کے مطابق حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے تھے۔ ایک حوالہ نقل کر دیا ہے جس میں حضور علیہ السلام نے آیہ کریمہ انی متوفیک ورافعک الی الخ کے اپنے اوپر الہام ہونے کا ذکر کرنے کے بعد اس کے معنے "پوری نعمت دوں گا" لکھے ہیں۔

سوال گندم جواب چینا

ناظرین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چیلنج کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔ پھر پنڈت صاحب نے اسے جس صورت میں پورا کیا ہے۔ اس پر نظر ڈالیں۔ کیا سادگی ہے۔ کہ مطالبہ تو کیا جا رہا ہے۔ کہ قرآن کریم۔ احادیث یا قدیم وجدید عربی لٹریچر سے کوئی ایسی مثال پیش کی جائے۔ لیکن پنڈت جی کس سادگی سے آپ ہی کی ایک اس وقت کی عبارت پیش کر رہے ہیں۔ جبکہ آپ خود حیات مسیح کے قائل تھے۔ قربان جائیے آپ کے استدلال کے۔ اتنی بھی تو سمجھ نہیں۔ کہ جب آپ نے اس ضمن میں خود اپنا عقیدہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے ماتحت تبدیل کر لیا۔ تو آپ کا اس وقت کا حوالہ کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ پھر اتنا بھی تو نہ سوچا۔ کہ آپ سے یہ کس نے کہا تھا۔ کہ کسی حیات مسیح کے قائل کی کسی عبارت سے یہ مطالبہ پورا کیا جائے۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ قرآن کریم احادیث رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور جدید وقدیم عربی لٹریچر سے کوئی ایسا حوالہ پیش کیا جائے۔ اور یہ مطالبہ بدستور قائم ہے۔ اور قیامت تک قائم رہے گا۔ نہ کوئی اسے پورا کر سکا اور نہ ہی انشاء اللہ العزیز آئندہ کر سکیگا ؞

پنڈت صاحب کی معذوری

پنڈت صاحب تو غیر مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اسلامی لٹریچر سے تعلق رکھنے والی باتوں کو سمجھنے کی ان سے کوئی زیادہ توقع ہی نہیں کی جا سکتی۔ وہ تو اتنی سمجھ کے مالک ہو ہی نہیں ہو سکتے۔ کہ ان باتوں کو اپنے ذہن میں لا سکیں۔ انہوں نے اپنی جہالت اور کم فہمی کے باعث یا شہرت طلبی کے شوق میں جو ان دنوں بے طرح ان پر سوار ہے۔ اگر ایسی لا یعنے بات لکھدی۔ تو وہ معذور تھے ؞

مولوی ثناء اللہ صاحب کی جرأت

سوال تو یہ ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بایں دعوئے علم وفضیلت اسے اپنے اخبار میں درج کرنے کی جرأت کیسے کی۔ ایک ایسے مطالبہ کے متعلق جسے سالہا سال سے عرب وعجم کے بڑے بڑے علماء وفضلاء کہلانے والے آج تک پورا نہیں کر سکے خود مولوی ثناء اللہ ساری عمر احمدیت کی مخالفت میں صرف کرنے کے باوجود ادھر رُخ نہ کر سکے۔ اس کے متعلق ایک عامی ہندو کی پناہ لیتے ہوئے انہیں کیوں شرم نہ آئی۔ اگر پنڈت صاحب صحیح معنوں میں بھی اس مطالبہ کو پورا کر دیتے۔ تو بھی غیرت وحمیت کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے تھا کہ مولوی صاحب اسلامیات سے تعلق رکھنے والے ایک مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے ایک ہندو کی پناہ میں آتے ہوئے شرم محسوس کرتے۔ اور اس کی طرف سے اس کو پورا ہوتے دیکھ کر نہ صرف وہ بلکہ اور بھی دنیا جہان کے تمام علماء غرق ندامت ہو جاتے۔ لیکن جب حالت یہ ہے۔ کہ اس کی طرف سے اس مطالبہ کو نہایت ہی بودے اور بیہودہ طریق پر پورا کرنے کی سعی ناکام کی گئی ہے۔ تو مولوی صاحب کا اسے نہایت فخر کے ساتھ اپنے اخبار میں شائع کر دینا ان کے لئے انتہائی خفت اور ذلت ورسوائی کا موجب ہونا چاہیئے۔ اور ایسی رکیک بات کا سہارا لیتے ہوئے انہیں شرم آنی چاہیئے تھی

کیا مطالبہ پورا ہو گیا

کیا مولوی صاحب خدا تعالےٰ کو حاضر وناظر جان کر حلفاً کہ سکتے ہیں۔ کہ پنڈت صاحب کی خرافات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطالبہ کا صحیح جواب ہیں۔ اور مطالبہ پورا ہو گیا۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو انہوں نے اپنی انتہائی بیچارگی۔ بے بسی اور کامل عجز کا ایسا مکمل مظاہرہ کیا ہے۔ کہ اس کے ساتھ ہی اپنی دینی بےغیرتی اور بے حمیتی کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب میدان میں آئیں

مولوی صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ایسی باتوں سے وہ دنیا کی آنکھوں میں خاک نہیں جھونک سکتے۔ لوگ اتنے احمق نہیں جتنا انہوں نے سمجھ رکھا ہے۔ اگر مولوی صاحب میں کچھ بھی جرأت ہے۔ کہ وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کے چیلنج کو پورا کر سکیں۔ تو چاہیئے۔ کہ خود میدان میں نکلیں۔ بلکہ اپنے ساتھ تمام دنیا کے علماء وفضلاء کہلانے والوں کو بھی لائیں۔ اور اس مطالبہ کو پورا کر کے دکھائیں۔ ورنہ ایسی لغویتوں سے کیا بنتا ہے۔ اور اس طرح وہ کب تک اپنے عجز اور بے بسی کو باریک پردوں میں چھپ کر مخلوق خدا کو دھوکہ میں رکھ سکتے ہیں۔ ؞

کیا ہم امید رکھیں۔ کہ مولوی صاحب مرد میدان بنیں گے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس چیلنج کو قبول کر کے مقررہ شرائط کے ساتھ "توفی" کے معنے بجز قبض روح دکھائیں گے ؞

دروغگو را حافظہ نباشد

اختتام مضمون سے قبل ایک بات کہدینا ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ پنڈت آتمانند نے اپنے اس مضمون میں لکھا ہے۔ (مرزا یوں کے) "سب انعامی چیلنج محض دکھلاوے کے لئے ہوا کرتے ہیں۔" لیکن چند ہی سطروں کے بعد آپ یوں خامہ فرسائی کرتے ہیں "مرزائی دوست پیشتر ہی مولوی ثناء اللہ صاحب مالک اہلحدیث کے ہاتھوں تین سو روپیہ ہار کر سبق سیکھ چکے ہیں۔" جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے جس انعام کا وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ باوجود ثالث کے بالکل غلط فیصلہ کرنے کے ادا کر دیا گیا تھا۔ اور جب پنڈت صاحب یہ لکھتے ہیں۔ تو گویا اپنے ہی قلم سے اپنی پہلی سطور کی تردید وتغلیط کر کے اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ جس انعام کا وعدہ کرے۔ وہ ادا بھی کر سکتی ہے۔

پنڈت صاحب ہر طرف سے دھتکارے جانے کے بعد نکلے تو ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں۔ اور پھر ہاتھ بھی اس مطالبہ پر ڈالا ہے۔ جس کی طرف رُخ کرنے کی بڑے بڑے ملانوں اور مدعیان علم وفضیلت کو آج تک جرأت نہیں ہوئی لیکن حالت یہ ہے۔ کہ اپنی تردید آپ ہی کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ اپنے ہی قلم سے چند منٹ پیشتر کیا لکھ گئے ہیں۔

صحافتی بددیانتی

مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی حاشیہ میں تین صد روپیہ کے حصول کا اعتراف کیا ہے۔ اور وہ ہمیشہ فخریہ طور پر اس کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ پھر انہیں یہ بھی معلوم ہے۔ کہ اس فیصلہ کے متعلق احمدی مناظر کو سخت شکایات تھیں۔ اور منصف کی جنبہ داری اور نا انصافی کے متعلق کافی ثبوت موجود تھا۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ تین سو روپیہ ادا کر دیا گیا۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے مولوی صاحب کا نہایت بے تکلفی کے ساتھ پنڈت جی کے محولہ بالا الفاظ کو درج کر دینا پرلے درجہ کی صحافتی بد دیانتی ہے ؞

مکرر چیلنج

بہر حال پہلی باتوں کو اگر چھوڑ بھی دیا جائے۔ تو مذکورہ بالا چیلنج اس قدر صاف اور عام فہم ہے۔ کہ نہ تو اس کے مفہوم میں کوئی غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی فیصلہ کے متعلق کسی قسم کی الجھن یا پیچیدگی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس مطالبہ کو پورا کرنے کا دعویٰ کرنے والے کے متعلق ہر پڑھا لکھا انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس کا جواب صحیح ہے۔ یا غلط اور کسی قسم کے جھگڑے کی گنجائش رہ ہی نہیں سکتی۔ پس مولوی صاحب اپنے تمام اعیان وہم خیال وہم عقیدہ لوگوں کو جمع کر کے اسے پورا کریں۔ پھر اگر انہیں انعام نہ دیا گیا۔ تو دنیا خود بخود ہمارے متعلق صحیح رائے قائم کر لے گی ؞

پس ہم پھر ایک بار انہیں دعوت دیتے ہیں۔ کہ حق وباطل کے درمیان فیصلہ کے لئے میدان میں آئیں۔ اور اس مطالبہ سے عہدہ برآ ہو کر دنیا پر اپنے دعویٰ کی صداقت ظاہر کر دیں۔ لیکن ہمیں یقین ہے۔ اور ہم اپنے تجربہ کی بناء پر کہہ سکتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب اس طرف ہرگز نہیں آئیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت سے آپ کو جو بغض وعناد ہے۔ اور سلسلہ کی ترقی انکو جس طرح شب وروز انگاروں پر لوٹا رہی ہے۔ اس سے مجبور ہو کر وہ ہمارے خلاف ہر جائز وناجائز طریق اختیار کر سکتے ہیں۔ اور کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جو بات ان کے بس کی نہ ہو۔ اس میں کیا کر سکتے ہیں۔ یہ مطالبہ بھی انہی مطالبات میں سے ہے جنہیں مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پورا کرنا ناممکن ہے ؞

تاریخ اسلام

جنگِ تبوک

(۲)

کفار کی طرف سے مصالحت کی کوشش

گذشتہ قسط میں بتایا جا چکا ہے کہ شامی فوج پہلے روز کی جنگ میں ایسی سراسیمہ ہوئی تھی۔ کہ دوسرے دن اس کے سرداروں کو اسے مسلمانوں کے مقابلہ میں لانے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اور انہوں نے اپنا ایک سفیر اسلامی لشکر میں اس غرض سے روانہ کیا۔ کہ مصالحت کی گفت و شنید کے لئے کسی آدمی کو بلائیں۔

حضرت ربیعہ کی روانگی اور احتیاطی پیش بندی

جب اس سفیر نے حضرت یزید بن ابو سفیان کو یہ پیغام دیا۔ تو حضرت ربیعہ بن عامر نے اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضرت یزید نے علیحدہ لے جا کر انہیں کہا۔ کہ آپ نے کل شامیوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا ہے ایسا نہ ہو۔ وہ دھوکہ کریں۔ اور آپ کو کوئی نقصان پہنچائیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں خوب چوکس رہونگا علاوہ ازیں آپ ایک دستہ فوج تیار رکھیں اور جونہی میں نعرۂ تکبیر بلند کروں۔ وہ فوراً حملہ آور ہو جائے اس قرارداد کے بعد وہ شامی سفیر کے ساتھ روانہ ہو گئے

شامی سپہ سالار کے خیمہ میں داخلہ

جب وہ قریب پہونچے تو قاصد نے انہیں گھوڑے سے نیچے اترنے کو کہا۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ اور کہا میں مسلح ہی تمہارے سردار کے خیمہ میں جاؤنگا۔ اور میرا گھوڑا بھی میرے ساتھ ہوگا۔ اگر یہ شرائط منظور نہیں۔ تو میں واپس جاتا ہوں۔ ناچار اسے رضامند ہونا پڑا۔ اور آپ اسی طرح خیمہ میں پہونچے۔

جرجلیس کی پیشکش

رومی سردار جرجلیس نے ان سے کہا۔ تم لوگ غریب و مفلس اور کمزور ہو۔ رومیوں کے مقابلہ میں تمہاری کوئی ہستی نہیں۔ بہتر ہے کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ۔ ہم تم میں سے ہر ایک کو ایک دینار اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ۔ تمہارے سپہ سالار کو سو دینار اور دس بوجھ شتر غلہ اور تمہارے خلیفہ کو ایک ہزار دینار اور سو بوجھ اونٹ غلہ دیں گے۔ ورنہ ہماری طاقت اتنی ہے کہ تمہیں پیس ڈالیں گے۔

حضرت ربیعہ کا جواب

حضرت ربیعہ نے جواب دیا۔ بے شک ہم غریب اور کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اور ہم میں اپنا ایک نبی مبعوث کیا۔ جس نے ہماری تمام کمزوریوں کو دور کر دیا۔ اب ہم ہرگز کسی دنیوی طاقت سے مرعوب ہونے والے نہیں ہم اس شرط پر صلح کر سکتے ہیں۔ کہ یا تو تم لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ یا جزیہ ادا کرنا منظور کرو۔ ورنہ پھر تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کریگی۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں۔

جرجلیس کی نیت بد اور اس کا ثمرہ

جرجلیس اس جواب سے بہت سٹ پٹایا۔ اتنے میں کسی نے کہدیا۔ کہ اسی شخص نے کل تمہارے بھائی کو میدان جنگ میں قتل کیا تھا۔ اس سے وہ طیش میں آگیا۔ اور معاً اس کے تیور بدل گئے۔ اور تلوار کھینچ لی۔ حضرت ربیعہؓ نے بھی موقعہ کی نزاکت کو محسوس کر لیا۔ اور بجلی کی طرح جھپٹ کر جرجلیس کی گردن اڑا دی۔

خونریز جنگ

اس پر کفار کی فوج میں تہلکہ مچ گیا۔ اور انہوں نے چاروں طرف سے ان کو گھیر لیا۔ انہوں نے فی الفور نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اور مسلمان جو اس کے انتظار میں ہمہ تن گوش بنے ہوئے تھے۔ فوراً حملہ آور ہو گئے۔ حضرت یزید بن ابو سفیان بھی سمجھ گئے کہ شامیوں نے فریب کیا ہے۔ اور خود بھی باقی فوج لے کر دشمن پر جا پڑے۔ اور خوب زور شور سے جنگ شروع ہو گئی

مسلمانوں کو کمک اور دشمن کو شکست

حضرت ابو بکرؓ کو جب یہ معلوم ہوا۔ کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں رومیوں کا ایک جرار لشکر آیا ہے۔ تو آپ نے ایک ہزار جوان حضرت شرجیل بن حسنہ کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں بطور کمک روانہ کئے۔ اتفاق کی بات ہے۔ کہ عین اس وقت جب خوب زور سے لڑائی ہو رہی تھی۔ حضرت شرجیل وہاں پہونچے۔ اور یہ دیکھکر کہ جنگ ہو رہی ہے۔ بغیر ستائے اور دم لئے جنگ میں شریک ہو گئے۔ دشمن نے خوب جم کر مقابلہ کیا۔ لیکن اس کی کیا مجال تھی۔ کہ بہادران اسلام کے مقابلہ میں ٹھہر سکتا کفار میں سے کثیر تعداد تو لقمہ نہنگ اجل ہوئی۔ اور جو باقی بچے۔ وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کو کامل فتح حاصل ہوئی۔ اور انہوں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا

مال غنیمت کی تقسیم

اب مال غنیمت کی تقسیم کا سوال پیش ہوا۔ اور آخر کار یہ قرار پایا کہ تمام مال خلیفۃ المسلمین کی خدمت میں بھیجدیا جائے وہ جس طرح مناسب سمجھیں۔ اسے تقسیم کریں۔ چنانچہ تمام مال حضرت شداد بن اوس کے زیر قیادت ایک دستہ فوج کے ساتھ مدینہ منورہ کو روانہ کر دیا گیا اور اسلامی لشکر حضرت ابو بکرؓ کے احکام کی انتظار میں تبوک کے مقام پر ہی ٹھہرا رہا

حضرت شداد مدینہ منورہ میں

جب حضرت شداد وہاں پہونچے۔ اور مسلمانوں کو اس فتح عظیم کا علم ہوا۔ تو انہوں نے فرط مسرت سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے جس سے مدینہ منورہ میں ایک شور بپا ہو گیا۔ حضرت ابو بکرؓ کو بھی اطلاع ہوئی۔ اور آپ نے اسی وقت خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ اور سجدہ میں گر گئے۔ حضرت شداد سیدھے روضہ رسول مقبولؐ پر پہنچے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور تمام حالات عرض کئے۔

مزید لشکر کی فراہمی

چونکہ روم جیسی زبردست سلطنت سے مقابلہ آپڑا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے مزید لشکر کی فراہمی کے لئے تمام اطراف عرب میں قاصد بھیجے۔ اور ایک خط اہل مکہ کے نام ارسال کیا۔ جس پر آنحضرت کی مہر ثبت کی۔ اہل مکہ کو جب یہ خط ملا۔ تو وہ جہاد کے جوش سے بھر گئے۔ عکرمہ بن ابو جہل اور دیگر سرداروں نے قوم کو ابھارا کہ اسلام کی تائید کے لئے گھروں سے نکل پڑو۔ قوم نے ان کی آواز پر لبیک کہا۔ اور وہ ایک کثیر لشکر لے کر مدینہ کی طرف چل پڑے۔ راستہ میں بنی ہوازن اور بنو ثقیف بھی ان کے ساتھ ہو لئے۔ دوسرے حصص سے بھی اسی طرح قبائل جوق در جوق مدینہ میں جمع ہونے لگے۔ اور اس طرح ایک لشکر جرار تیار ہو گیا جس نے خلیفہ وقت کے احکام کی انتظار میں مدینہ سے باہر ڈیرے ڈال دئے۔

لشکر کی تقسیم

حضرت ابو بکرؓ نے تمام لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ کا سردار حضرت خالد بن ولید سیف اللہ کو مقرر فرمایا۔ اور عرب کے مشہور شجاع پہلوان مثنہ بن حارث کو ان کا نائب قرار دیا۔ اور خاص علم محمدی جس کا نام رایت العقاب اور رنگ سیاہ تھا۔ عطا فرمایا دوسرے حصہ کا حضرت عمرو بن العاص کو سردار مقرر کیا۔ اور تیسرے حصہ کی قیادت حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے سپرد فرمائی۔ اس کے علاوہ تمام لشکر کا سپہ سالار بھی انہی کو مقرر کیا۔ حضرت خالد بن ولید کی فوج کو حکم دیا گیا۔ کہ وہ عراق عراب کی طرف جائیں۔ حضرت عمرو بن العاص فلسطین کی جانب اور حضرت ابو عبیدہ سیدھے شام پہنچیں۔

اہل مکہ کی سعادت

یہاں یہ ذکر کر دینا ضروری امر ہے کہ مکہ کے بعض رؤساء نے مدینہ میں پہونچکر اس بات کی کوشش کی۔ کہ انہیں سردار بنایا جائے۔ اور اس غرض سے وہ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے۔ اور اپنی شجاعت و بہادری اور قرابت داری کا واسطہ دیکر انہیں اس بات پر آمادہ کرنا چاہا۔ کہ وہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس ان کی سفارش کریں۔ لیکن جب آپ نے انہیں سمجھایا۔ کہ اسلام میں فضیلت کیلئے ان باتوں کے علاوہ اور بھی امور کا دیکھنا ضروری ہیں۔ اور سابقون الاولون کا حق فائق ہے۔ تو چونکہ اہل

مضمون قادیان

انجیلی اعتبار سے یسوع مسیح کی شخصیت

پادری عبد الحق صاحب کی تعلّی

نور افشاں ۳ جون میں پادری عبد الحق صاحب نے ایک مضمون کے دوران میں لکھا ہے۔ "جبکہ بے شمار مسیحیوں کے علاوہ کثیر التعداد اہل عقل و رائے مسلمانوں ہندوؤں بلکہ دہریوں تک کو انہی اناجیل میں خداوند مسیح کی نہایت پاکیزہ اور اعلیٰ درجہ کی بے لوث اور عدیم المثال قابل نمونہ زندگی کی تصویر دکھائی دیتی ہے۔ تو اگر مرزا صاحب قادیانی اور ان کے معدودے چند پیروؤں اور ان کے ہم خیال آنحضرات کے چند دیگر مخالفوں کو خود انجیل نویسوں کی منشاء اور بے شمار مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کے نقطۂ نگاہ کے برخلاف اسی انجیل مقدس میں خداوند مسیح کی بے عیب تصویر معیوب دکھائی دے۔ تو لامحالہ اس ناحق شناسی کا باعث ان کی اپنی ہی نظر کا فتور ہو سکتا ہے۔ نہ کہ انجیل مقدس کے بصیرت افروز بیانات"

کوتاہیٔ نظر

ان الفاظ میں پادری عبد الحق صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ یسوع مسیح کی زندگی اناجیل کی رو سے نہایت پاکیزہ۔ اعلیٰ درجہ کی بے لوث عدیم المثال اور قابل نمونہ ثابت ہے۔ اگر یہ دعویٰ درست ثابت ہو تو ہم سے بڑھ کر کسی کو خوشی نہ ہوگی۔ لیکن پادری صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے محض دعویٰ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ جب تک دلائل ساتھ نہ ہوں۔ ہم ذیل میں انجیل کے چند حوالے پیش کر کے پادری صاحب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کی تشریح کر کے اپنے دعویٰ کو پایۂ ثبوت تک پہنچائیں

توبہ کا بپتسمہ لینا

انجیل متی باب ۳ آیت ۱۳ تا ۱۵ میں لکھا ہے:۔

"اس وقت یسوع گلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس اس سے بپتسمہ لینے آیا۔ مگر یوحنا یہ کہکر اسے منع کرنے لگا۔ کہ میں آپ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں۔ اور تو میرے پاس آیا ہے یسوع نے جواب میں اس سے کہا۔ کہ اب تو ہونے ہی دے۔ کیونکہ ہمیں اسی طرح ساری راستبازی پوری کرنی مناسب ہے۔ اس پر اس نے ہونے دیا۔ اور یسوع بپتسمہ لے کر فی الفور پانی کے پاس سے اوپر گیا۔ اور دیکھو اس کے لئے آسمان کھل گیا"

بپتسمہ کے متعلق جب یہ دیکھا جائے۔ کہ یوحنا کے پاس لوگ گناہ کا اقرار کر کے بپتسمہ لیتے تھے۔ تو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ یسوع مسیح نے بھی اسی وجہ سے بپتسمہ لیا۔ یوحنا کے متعلق لکھا ہے:۔

"یروشلم اور سارے یہودیہ اور یردن کے گرد و نواح کے سب لوگ نکل کر اس کے پاس گئے۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے دریائے یردن میں اس سے بپتسمہ لیا۔" (متی ۳/۵)

پھر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یوحنا اس قسم کے بپتسمہ کی منادی کیا کرتا تھا۔ چنانچہ لوقا باب ۳ آیت ۳ میں آتا ہے۔

"وہ یردن کے سارے گرد و نواح میں جاکر گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرنے لگا۔"

پس جبکہ یوحنا گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرتا اور لوگ گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے اس سے بپتسمہ لیتے تھے۔ تو لازماً یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ یسوع مسیح نے بھی یوحنا کے ہاتھ پر اسی قسم کا بپتسمہ لیا۔ اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ یسوع مسیح بھی دوسرے انسانوں کی طرح اپنے آپ کو گناہ گار سمجھتے تھے۔ اور جب ان کی اپنی یہ حالت تھی۔ تو کسی کو کیا حق ہے۔ کہ انجیل میں اس حوالے کے ہوتے ہوئے یہ کہے۔ کہ

"انجیل میں خداوند مسیح کی نہایت پاکیزہ اور اعلیٰ درجہ کی بے لوث اور عدیم المثال قابل نمونہ زندگی کی تصویر دکھائی دیتی ہے"

ناقابل نمونہ زندگی

پھر متی باب ۱۲ میں آتا ہے:۔

"جب وہ (یسوع مسیح) بھیڑ سے یہ کہہ ہی رہا تھا۔ تو دیکھو۔ اس کی ماں اور بھائی باہر کھڑے تھے۔ اور اس سے باتیں کرنی چاہتے تھے کسی نے اس سے کہا۔ دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں۔ اور تجھ سے باتیں کرنی چاہتے ہیں۔ اس نے خبر دینے والے کے جواب میں کہا۔ کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔ دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں۔ کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے۔ وہی میرا بھائی اور بہن اور ماں ہے"

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ یسوع مسیح نے اس وقت جب اس کی والدہ اور بھائی ان سے ملنے آئے۔ معمولی آداب کا بھی خیال نہ کیا۔ اس سے بڑھ کر افسوسناک طرز اس وقت اختیار کیا۔ جب ایک شادی کے موقعہ پر شراب ختم ہو گئی۔ اور یسوع مسیح کے پاس انکی والدہ نے آکر کہا "ان کے پاس مے نہیں رہی۔ یسوع نے اس سے کہا۔ اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے۔ ابھی میرا وقت نہیں آیا۔ (یوحنا ۲/۴)

ماں ایسی معزز اور قابل تعظیم ہستی کو اس طرح مخاطب کرنا کوئی اعلیٰ اخلاق کا ثبوت نہیں۔ اور نہ قابل نمونہ فعل۔ کیا عیسائی صاحبان یسوع مسیح کی زندگی کے اس واقع کو "قابل نمونہ" قرار دے سکتے ہیں۔ اور خود اس پر عمل کرتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو کس طرح یسوع مسیح کی زندگی قابل نمونہ ہو سکتی ہے؟

یسوع مسیح کے کلام میں توریہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انجیل کی رو سے یسوع مسیح کی جو زندگی پیش کی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ مختصر طور پر اس کا بھی ذکر کر دیا جائے۔ تاکہ عیسائی صاحبان کو معلوم ہو سکے۔ کہ وہ کس قدر ناقابل انکار اور مضبوط شواہد پر مبنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عیسائیوں کو مخاطب کر کے تحریر فرماتے ہیں:۔

"توریہ اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کے برخلاف ہے۔ اور بہر حال کھلی سچائی بہتر ہے۔ اگرچہ اس کی وجہ سے قتل کیا جائے۔ اور جلایا جائے۔ مگر افسوس کہ یہ توریہ آپ کے یسوع صاحب کے کلام میں بہت پایا جاتا ہے۔ تمام انجیلیں اس سے بھری پڑی ہیں۔ اس لئے ہمیں ماننا پڑتا ہے۔ کہ اگر توریہ کذب ہے۔ تو یسوع سے زیادہ دنیا میں کوئی بھی کذاب نہیں گزرا یسوع صاحب کا یہ قول کہ میں خدا کی ہیکل کو ڈھا سکتا ہوں۔ اور پھر میں تین دن میں اسے بنا سکتا ہوں۔ یہی وہ قول ہے۔ جسکو توریہ کہتے ہیں۔ اور ایسا ہی وہ قول کہ ایک گھر کا مالک تھا۔ جس نے انگورستان لگایا۔ یہ سب توریہ کی قسمیں ہیں۔ اور یسوع صاحب کے کلام میں اس کے بہت نمونے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ چبا چبا کر باتیں کرتا تھا۔ اور اس کی باتوں میں دورنگی پائی جاتی تھی" (نور القرآن حصہ دوم ۱۹)

"جب میں دیکھتا ہوں۔ کہ جناب سید المرسلین جنگ احد میں اکیلے ہونے کی حالت میں برہنہ تلواروں کے سامنے کہہ رہے تھے۔ میں محمد ہوں۔ میں نبی اللہ ہوں۔ میں ابن عبد المطلب ہوں۔ اور پھر دوسری طرف یہ دیکھتا ہوں۔ کہ آپ کا یسوع کانپ کانپ کر اپنے شاگردوں کو یہ خلاف واقعہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ کسی سے نہ کہنا۔ کہ میں یسوع مسیح ہوں۔ حالانکہ اس کلمہ سے کوئی اس کو قتل نہیں کرتا۔ تو میں دریائے حیرت میں غرق ہو جاتا ہوں۔ کہ یا الٰہی یہ شخص بھی نبی ہی کہلاتا ہے۔ جس کی شجاعت کا خدا کی راہ میں یہ حال ہے" (ایضاً)

اس میں انجیل کے حسب ذیل حوالہ کی طرف اشارہ ہے:۔

"جب یسوع قیصریہ فلپی کے علاقہ میں آیا۔ تو اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا۔ کہ لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا بعض ایلیاہ بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی اس نے ان سے کہا۔ مگر تم مجھے کیا کہتے ہو۔ شمعون پطرس نے جواب میں کہا۔ تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ یسوع نے جواب میں اس سے کہا۔ کہ مبارک ہے تو شمعون بریونا۔ کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں۔ بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے۔ تجھ پر ظاہر کی ہے۔ × × × × × × × اس وقت اس نے شاگردوں کو حکم دیا۔ کہ کسی کو نہ بتانا۔ کہ یہ مسیح ہے" (متی ۱۶/۱۳ تا ۲۰)

دنیا سے پیار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یسوع مسیح کے ایک بہت مشہور قول کو پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ "ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آپ دنیا سے جانے کے لئے دعا کی کہ الحقنی بالرفیق الاعلیٰ مگر آپ کے خدا صاحب نے دنیا کی چند روزہ زندگی سے ایسا پیار کیا۔ کہ ساری رات زندہ رہنے کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ بلکہ سولی پر بھی رضا اور تسلیم کا کلمہ منہ سے نہ نکلا۔ اور اگر نکلا تو یہ نکلا۔ کہ ایلی ایلی لما سبقتنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں ترک کر دیا۔ اور خدا نے کچھ جواب نہ دیا۔" (ص ۲۶)

کیا انجیل کی رو سے یسوع مسیح کی یہی وہ زندگی ہے۔ جسے اعلیٰ درجہ کی اور قابل نمونہ قرار دیا جاتا ہے؟

ریاست جموں و کشمیر کے حالات

مسلمان طالبات کیلئے مشکلات

ریاست کشمیر کا وہ کونسا شعبہ ہے۔ جہاں غریب مسلمانوں کو المینان کا سانس لینا نصیب ہو۔ جدھر دیکھو۔ مسلم آزادی کا کمینہ جذبہ کار فرما ہے۔ جس طرف نظر اٹھاؤ مہا سبھائی ذہنیت جلوہ گر ہے۔ کوئی چھوٹے سے چھوٹا شعبہ بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ جہاں غریب مسلمانوں کے ساتھ انصاف ہوتا ہو۔ جموں میں سٹیٹ کی طرف سے ایک زنانہ ہائی سکول ہے۔ جہاں ذریعہ تعلیم اردو کی بجائے ہندی ہے۔ ثانوی تعلیم حاصل کرنے والی مسلمان لڑکیاں مجبوراً اس سکول میں داخل ہوتی ہیں۔ لیکن ان بیچاریوں کے ساتھ بے حد افسوس ناک سلوک کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی پیہم چیخ و پکار کے بعد مسلم محلوں سے طالبات کو لانے کے لئے جو لاری مقرر کی گئی ہے۔ اس کے ڈرائیور کی کئی ناگفتہ بہ حرکات کے خلاف مسلمانوں نے بارہا صدائے احتجاج بلند کی۔ لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ بلکہ الٹا ایک مسلمان چپڑاسن علیحدہ کر دی گئی۔ امسال جماعت نہم میں دو مسلم لڑکیاں پانچواں مضمون فارسی لینا چاہتی ہیں۔ لیکن ہیڈ مسٹرس صاحبہ جو مہا سبھائی ذہنیت کی مالک ہیں۔ لڑکیوں کو مجبور کر رہی ہیں۔ کہ سائنس یا فزیالوجی لیں کیونکہ فارسی کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ حسن اتفاق سے اسی سکول میں ایک مسلم استانی منشی فاضل بھی ہیں۔ اسی جماعت کی ایک ہندو لڑکی نے پانچواں مضمون سنسکرت لیا ہوا ہے۔ جس کے لئے ایک نئی معلمہ ملازم رکھی گئی ہے۔ مسلمان لڑکیوں کے بار بار اصرار کے باوجود نئی معلمہ ملازم رکھنا تو درکنار منشی فاضل استانی کو جو اسی سکول میں کام کر رہی ہے۔ وقت نہیں دیا جاتا۔ کہ وہ مسلم طالبات کو فارسی کا سبق دے۔ کیا ماسٹر عبد القیوم ہوم منسٹر جانتے ہیں۔ کہ ان کے ماتحت محکموں میں مسلمانوں سے کیا سلوک ہو رہا ہے اور کیا وہ دعوے کر سکتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی حق رسی ہو رہی ہے ؎

پنڈت جیون لال کا اخراج

راجا ہری کشن کول سابق پرائم منسٹر کشمیر کے دست راست پنڈت جیون لال جو اپنے آقا کے خاندان کے ساتھ کسی زمانہ میں ریاست پٹیالہ سے بھی نکالے گئے تھے۔ ریاست کشمیر سے بھی بیک بینی و دو گوش نکال دیئے گئے۔ کشمیر سٹیٹ میں آپ کے کارنامے کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ آپ ہری کشن کول کے سیکرٹری تھے ابتدائی انسانی حقوق طلب کرنے والے مظلوم مسلمانان کشمیر کے مقابلہ میں ہندوؤں کو کھڑا کیا گیا۔ آپ کے زمانہ میں حکومت کی طرف سے غریب مسلمانوں پر جو ستم توڑے گئے۔ اظہر من الشمس ہیں۔ سری نگر جموں اور نواحات میں اپنے سینکڑوں خفیہ کارندوں کا ایک جال بچھا دیا گیا۔ جن کے ذریعہ سے حقوق طلبی کی پر امن تحریک کو فرقہ وارانہ فساد اور تشدد پسندانہ شورش ثابت کرنے کی ہر ناجائز کوشش کی گئی مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ فساد کی طرح ڈال دی گئی۔ غرضیکہ مسلمانوں کو ہر طرح سے تباہ کرنے کے علاوہ ریاست کی جڑیں بھی کھوکھلی کر دی گئیں۔ اور جب آپ کے آقائے نامدار راجہ ہری کشن کول خرابئ صحت کا بہانہ کر کے ریاست سے بھاگے۔ تو آپ کی طرف سے کشمیری پنڈتوں اور جموں کے ہندوؤں کے ذریعہ گلانسی رپورٹ کی سفارشات کے خلاف ایک طوفان بے تمیزی پیدا کیا گیا۔ آخر مسٹر کالون کی توجہ سے ہری کشن کول کے اس بدنام فتنہ پرداز کارندے کو ہمیشہ کے لئے ریاست سے بدر کر دیا گیا ؎

گلانسی آئینی اصلاحات اور مسلمانان کشمیر

جموں ۱۷ جون گذشتہ جمعہ کے دن بعد از نماز جمعہ مسلمانان جموں نے حسب ذیل قرارداد بالاتفاق منظور کی۔

کانسٹی ٹیوشنل کانفرنس کی سفارشات جس صورت میں پریس کے ذریعے جمہور کے سامنے پیش ہوئی ہیں۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے مختلف پہلوؤں سے ناقابل قبول ہیں۔ منتخب اور نامزد عنصر کے درمیان جو فرق رکھا گیا ہے۔ وہ بہت معمولی ہے۔ جس سے یہ مترشح ہوتا ہے۔ کہ مجوزہ اسمبلی سرکاری ہی تصور ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں مسلمانان علاقہ جموں کو ۶۳ فیصدی آبادی کا تناسب رکھنے کے باوجود اسمبلی میں غیر مسلموں سے کم نشستیں ملی ہیں۔ حالانکہ مذکرۃ الصدر تناسب کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی اکثریت ہونی چاہیئے تھی۔ مزید براں حق رائے دہندگی کا معیار بہت اونچا رکھا گیا ہے۔ دور حاضرہ میں جبکہ برٹش انڈیا میں انتہائی کوشش جاری ہے۔ کہ فرنچائز کو وسیع کیا جائے۔ کانسٹی ٹیوشنل کانفرنس کی سفارشات بہت سخت ہیں۔ اس لئے یہ جلسہ باتفاق رائے حکومت کی توجہ مندرجہ ذیل امور کیطرف دلاتا ہے۔ اور پرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ اسمبلی سے متعلق سفارشات مزید غور کی محتاج ہیں۔ اور جب تک کہ مسلمانوں کے حقوق کما حقہ محفوظ نہ کئے جائیں۔ مسلمان مطمئن نہ ہوں گے ؎

(۱) اسمبلی میں غیر سرکاری عنصر زیادہ کیا جائے اور سرکاری عنصر بہت حد تک کم رکھا جائے ؎

(۲) مسلمانان علاقہ جموں کے نمائندوں کی تعداد میں بلحاظ آبادی اضافہ کیا جائے ؎

(۳) فرنچائز کو وسیع کرنے کی غرض سے کانفرنس کی سفارشات دربارہ حق رائے دہندگی کو نرم کیا جائے۔ اور اس سلسلہ میں لوتھین کمیٹی کی سفارشات کو مدنظر رکھا جائے ؎

(۴) اسمبلی کا صدر غیر سرکاری ارکان میں سے ہو ؎

(۵) اسمبلی کے لئے پبلک کو تیار کرنے کا ذریعہ ڈسٹرکٹ بورڈ ہیں۔ لیکن سفارشات میں ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس کے متعلق کا یعنی سی سفارش کی گئی ہے۔ لہٰذا ڈسٹرکٹ بورڈوں کے اجرا کا فی الفور اعلان کیا جائے۔

(۶) میونسپل کمیٹیوں کے اختیارات میں اضافہ کیا جائے۔ اور ان کے صدر غیر سرکاری ہوں ؎

جموں کی میونسپلٹی کی ہئیت ترکیبی

سید اسد اللہ شاہ صاحب تین ماہ سے فوت ہو چکے ہیں اور قبل از وفات آپ چھ ماہ بیمار رہے۔ گویا عملاً ۹ ماہ سے ایک مسلمان ممبر کی اسامی خالی پڑی ہے۔ مسلمانان جموں صدر بلدیہ سے متعدد بار عرض کر چکے ہیں۔ کہ سید صاحب کی جگہ مسلمان ممبر مقرر کیا جائے۔ مگر صدر صاحب لیت و لعل سے کام لے رہے ہیں۔ ہندو کوشاں ہیں۔ کہ مستری نظام الدین ممبر مقرر ہو۔ اسی سلسلے میں مستری صاحب ٹھاکر کرتار سنگھ کی سفارش حاصل کرنے کے لئے سری نگر گئے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کو ان پر قطعاً اعتماد نہیں۔ سید الطاف علی شاہ اور شیخ محمد امین بھی کشمیر ہیں۔ گویا میونسپلٹی میں ایک بھی مسلمان ممبر نہیں۔ اس کے علاوہ میونسپلٹی کے عہدہ داروں کی فہرست ملاحظہ ہو۔

عہدہ یا اسامی	تعداد	ہندو	مسلمان
پریذیڈنٹ	۱	۱	x
جنرل سیکرٹری	۱	۱	x
اکونٹنٹ	۱	۱	x
ہیلتھ افسر	۱	۱	x
سینیٹری انسپکٹر	۱	۱	x
خزانچی	۱	۱	x
جمعدار	۱	۱	x
ہیڈ کلرک	۱	۱	x
کلرک وغیرہ	۱۸	۱۶	۲

کیا خان بہادر عبد القیوم صاحب کمیٹی کے ارکان کی تفصیل کو بغور ملاحظہ فرما کر صدر بلدیہ سے اس مسلم کشی کا سبب دریافت کریں گے ؎

(نامہ نگار)

فہرست نو مبائعین ماہ مارچ اپریل ۔ مئی سنہ ۱۹۳۴ء

۱۱۷۸ محمد الدین پسر فضل الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۱۷۹ ماسٹر گل محمد صاحب ضلع ڈیرہ غازیخاں
۱۱۸۰ میاں عبدالرحیم خانصاحب 〃 ملتان
۱۱۸۱ محمد عارف صاحب 〃 شاہپور
۱۱۸۲ چوہدری عطاء محمد صاحب 〃 گجرات
۱۱۸۳ عنایت اللہ صاحب جہلم شہر
۱۱۸۴ امیر الدین صاحب حیدرآباد دکن
۱۱۸۵ محمد الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۱۸۶ محمد خانصاحب 〃 لدھیانہ
۱۱۸۷ فضل محمد صاحب ضلع خیرپور میرس
۱۱۸۸ سید علی صاحب ضلع ٹہرہ
۱۱۸۹ طیب النساء صاحبہ 〃 〃
۱۱۹۰ کلثوم النساء صاحبہ 〃 〃
۱۱۹۱ زیب النساء صاحبہ 〃 〃
۱۱۹۲ طیب النساء صاحبہ 〃 〃
۱۱۹۳ ابراہیم خانصاحب ضلع ہوشیارپور
۱۱۹۴ مالا صاحب 〃 گجرات
۱۱۹۵ مسمات سردار بیگم صاحبہ 〃 ہوشیارپور
۱۱۹۶ ڈاکٹر محمد حسین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن ۔ ضلع کوہاٹ
۱۱۹۷ ایم مریم (کالی کٹ) مالابار
۱۱۹۸ بی کنجی عائشہ (رینگاڑی) 〃
۱۱۹۹ وائی ۔ ایل ۔ ایم عبد اللطیف صاحب سیلون
۱۲۰۰ وائی ۔ ایل ۔ ایم عبدالمجید صاحب 〃
۱۲۰۱ زرین جان صاحبہ ضلع پشاور
۱۲۰۲ غلام محمد خان صاحب 〃 سیالکوٹ
۱۲۰۳ شہاب الدین صاحب 〃 〃
۱۲۰۴ جان بی بی صاحبہ زوجہ شہاب الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۲۰۵ امام بی بی صاحبہ اہلیہ برکت علی صاحب مرحوم ضلع گورداسپور
۱۲۰۶ مہر بی بی صاحبہ زوجہ لیکر مرحوم ضلع گورداسپور
۱۲۰۷ بی بی صاحبہ بنت لیکر مرحوم 〃 〃
۱۲۰۸ رحمت علی صاحب پسر لیکر مرحوم 〃 〃
۱۲۰۹ سرداراں بنت عمرالدین صاحب 〃 〃

۱۲۱۰ چراغ بی بی صاحبہ زوجہ علی محمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۲۱۱ حمیدہ بنت 〃 〃 〃 〃
۱۲۱۲ ابراہیم پسر 〃 〃 〃
۱۲۱۳ اسمٰعیل پسر 〃 〃 〃
۱۲۱۴ برکت بی بی صاحبہ زوجہ برکت علی صاحب 〃
۱۲۱۵ نور بخش صاحب ضلع جالندھر
۱۲۱۶ محمد شاہ صاحب 〃
۱۲۱۷ رحمت اللہ صاحب 〃 سیالکوٹ
۱۲۱۸ غلام رسول صاحب 〃 〃
۱۲۱۹ حسو بنت منگل ضلع گورداسپور
۱۲۲۰ برکت بی بی صاحبہ 〃 〃
۱۲۲۱ غلام بی بی بنت علی محمد صاحب 〃 〃
۱۲۲۲ خشتہ بی بی صاحبہ 〃 〃
۱۲۲۳ نور خاتون صاحبہ 〃 〃
۱۲۲۴ بڈھی بنت وزیرا صاحب 〃 〃
۱۲۲۵ سرداراں بنت نتھو صاحب 〃 〃
۱۲۲۶ رکھی بنت غلام احمد صاحب 〃 〃
۱۲۲۷ عزیز دین صاحب 〃 〃
۱۲۲۸ پیر محمد صاحب 〃 〃
۱۲۲۹ عظیم الدین صاحب 〃 〃
۱۲۳۰ خیر الدین صاحب 〃 〃
۱۲۳۱ برکت علی صاحب 〃 〃
۱۲۳۲ غلام محمد صاحب 〃 〃
۱۲۳۳ روڈی زوجہ چراغ محمد صاحب 〃 〃
۱۲۳۴ زینب بی بی زوجہ نور محمد صاحب 〃 〃
۱۲۳۵ رحمی زوجہ کرم دین صاحب 〃 〃
۱۲۳۶ جنت بی بی زوجہ لعل دین صاحب 〃 〃
۱۲۳۷ رکھی بنت موتی صاحب 〃 〃
۱۲۳۸ رکھی زوجہ لعل دین صاحب 〃 〃
۱۲۳۹ راجو زوجہ شیر محمد صاحب 〃 〃
۱۲۴۰ بھاگو بنت محمد بخش صاحب 〃 〃
۱۲۴۱ عائشہ بنت سجن صاحبہ 〃 〃
۱۲۴۲ حسو بنت فضل الدین صاحب 〃 〃
۱۲۴۳ بانو بنت اللہ دتا صاحب 〃 〃
۱۲۴۴ حسی بنت نتھو صاحب 〃 〃

۱۲۴۵ مہراں بنت بودو صاحب ضلع گورداسپور
۱۲۴۶ بھولی بنت صوبا صاحب 〃 〃
۱۲۴۷ نوری بنت گوہر صاحب 〃 〃
۱۲۴۸ رودا ولد محمدی صاحب 〃
۱۲۴۹ نوری بنت کرم بخش صاحب 〃 〃
۱۲۵۰ فتح بی بی بنت یوسف صاحب 〃 〃
۱۲۵۱ بگھاں زوجہ فضل دین صاحب 〃 〃
۱۲۵۲ بڈھی زوجہ بگا صاحب 〃 〃
۱۲۵۳ بڈھا ولد عمر بخش صاحب 〃 〃
۱۲۵۴ امام بی بی زوجہ بڈھا صاحب 〃 〃
۱۲۵۵ عمرالدین صاحب 〃 〃
۱۲۵۶ حمیدہ بی بی بنت نور الٰہی صاحب 〃 〃
۱۲۵۷ اقبال بیگم زوجہ عطا محمد صاحب 〃 〃
۱۲۵۸ شیر محمد صاحب 〃 〃
۱۲۵۹ راجو بنت کوڈا صاحب 〃 〃
۱۲۶۰ بانو زوجہ دین محمد صاحب 〃 〃
۱۲۶۱ بھولی زوجہ نظام الدین صاحب 〃 〃
۱۲۶۲ روڈی زوجہ کرم دین صاحب 〃 〃
۱۲۶۳ سردار بی بی بنت شہاب الدین صاحب 〃 〃
۱۲۶۴ بسی بنت دولو صاحب 〃 〃
۱۲۶۵ سعیداں بی بی زوجہ عبداللہ خاں صاحب ککے زئی ضلع گورداسپور
۱۲۶۶ خیراں بی بی بنت محمد علی خانصاحب ضلع گورداسپور
۱۲۶۷ پیراں بی بی زوجہ محمد شفیع خانصاحب 〃 〃
۱۲۶۸ عمرالدین صاحب 〃 〃
۱۲۶۹ مسماۃ بیراں بی بی زوجہ اللہ دتا صاحب 〃 〃
۱۲۷۰ محمد بی بی زوجہ عمر دراز صاحب 〃 〃
۱۲۷۱ برکت بی بی زوجہ بوٹا صاحب 〃 〃
۱۲۷۲ دین بی بی زوجہ مولا بخش صاحب 〃 〃
۱۲۷۳ جیواں زوجہ اکبر صاحب 〃 〃
۱۲۷۴ فتح بی بی زوجہ گاموں صاحب 〃 〃
۱۲۷۵ رشیم بی بی زوجہ حاکم صاحب 〃 〃
۱۲۷۶ سردار بی بی زوجہ لعل دین صاحب 〃 〃
۱۲۷۷ حاکم بی بی زوجہ عمر دین صاحب 〃 〃
۱۲۷۸ نواب بی بی زوجہ عمرالدین صاحب 〃 〃
۱۲۷۹ نواب بی بی زوجہ 〃 〃
۱۲۸۰ فضل بی بی زوجہ حسین صاحب 〃 〃
۱۲۸۱ رحیم بی بی زوجہ غلام احمد صاحب 〃 〃
۱۲۸۲ دین بی بی زوجہ نواب صاحب 〃 〃

۱۲۸۳ کرم بی بی بنت بوٹا ضلع امرتسر
۱۲۸۴ حسن بی بی زوجہ صادق علی صاحب ضلع گوجرانوالہ
۱۲۸۵ زینب بی بی زوجہ امام الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۲۸۶ غلام حسن خانصاحب ریاست بہاولپور
۱۲۸۷ بابو اللہ دتا صاحب 〃
۱۲۸۸ اہلیہ مولوی بشارت علی صاحب مین پوری یوپی
۱۲۸۹ جانو ولد جھنڈا صاحب ضلع گورداسپور
۱۲۹۰ جیواں زوجہ ابراہیم صاحب 〃 〃
۱۲۹۱ نورالدین صاحب 〃 〃
۱۲۹۲ فضل الدین صاحب 〃 〃
۱۲۹۳ روڈی صاحب 〃 〃
۱۲۹۴ فضل الدین ولد نظام الدین صاحب 〃 〃
۱۲۹۵ مسماۃ رحمتی زوجہ نبی بخش صاحب ارائیں ضلع گورداسپور
۱۲۹۶ جانو صاحبہ زوجہ الہ دین صاحب ضلع گورداسپور
۱۲۹۷ دانی زوجہ نورالدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۲۹۸ مقبول بی بی صاحبہ ضلع گورداسپور
۱۲۹۹ حاکم بی بی صاحبہ 〃 〃
۱۳۰۰ عمری صاحبہ 〃 〃
۱۳۰۱ جیونی صاحبہ 〃 〃
۱۳۰۲ پوتری صاحبہ 〃 〃
۱۳۰۳ فضل بی بی صاحبہ 〃 〃
۱۳۰۴ چراغ بی بی صاحبہ 〃 〃
۱۳۰۵ پیرو شاہ صاحب 〃
۱۳۰۶ فضل بی بی صاحبہ بنت گھسیٹا صاحب ضلع گورداسپور
۱۳۰۷ حسن بی بی صاحبہ ولد ہیرا صاحب ضلع گورداسپور
۱۳۰۸ امام بی بی صاحبہ ضلع گورداسپور
۱۳۰۹ محمد الدین صاحب 〃 ملتان
۱۳۱۰ حسین خانصاحب 〃 مین پوری
۱۳۱۱ اشرف علی صاحب 〃 〃
۱۳۱۲ مبارک علی صاحب 〃 〃

اگر آپ ہمیشہ تندرست و خوش رہنا چاہتے ہیں تو

امیکوٹانک
AMICOTONIC

طاقت کی بے نظیر دوا استعمال کریں

لاغری جسم ۔ کمزوری دل و دماغ کے لئے اکسیر ہے

جریان خواہ نیا ہو یا پرانا ہو اور وہ تمام امراض جو اس کی وجہ سے لاحق ہوں ۔ مثلاً دردسر ۔ اختلاج القلب

امیکوٹانک کمزوری دل و دماغ ۔ حافظہ کی کمزوری قلت اشتہا نسیان ضعف ۔ وغیرہ کو چند روز کے استعمال سے ہمیشہ کیلئے رفع کر دیتا ہے ۔

لاغری جسم اور دل و دماغ کی عام کمزوریوں کو جلد رفع کرتا ہے اس کے چند روز کے استعمال سے جسم میں

امیکوٹانک توانائی پیدا ہو جاتی ہے ۔ خون میں ترقی ہوتی ہے ۔ نیا خون پیدا ہوتا ہے ۔ رگ و پٹھے مضبوط ہو جاتے ہیں ۔ رنگ سرخ ہو جاتا ہے اور تمام جسم میں جوانی کی سی طاقت محسوس ہونے لگتی ہے ۔

ان لوگوں کیلئے جو زیادہ محنتی ہیں یا دماغی کام کرتے ہیں جس کے باعث سر میں درد رہتا ہو ۔ اعضاء شکنی ہو ۔

امیکوٹانک چکر آتے ہوں ۔ نیند نہ آتی ہو ۔ تھوڑا کام کرنے سے زیادہ تکان معلوم ہو ۔ نایاب تحفہ ہے ۔

مرد و عورت جوان بوڑھے سب کے لئے یکساں فائدہ مند ہے ان عورتوں کے لئے جنہیں کمزوری کے

امیکوٹانک باعث قلت خون کی شکایت ہو گئی ہو یہ بہترین دوا ہے ۔ بعد ولادت اس کے استعمال سے تمام قسم کی کمزوریاں بہت جلد رفع ہو جاتی ہیں اور جسم میں جلد طاقت ہو جاتی ہے ۔

ان لوگوں کے لئے جو بخار ۔ ٹائیفائڈ ملیریا وغیرہ

امیکوٹانک امراض کے باعث کمزور ہو گئے ہوں اس کے استعمال سے جلد طاقت ور ہو جاتے ہیں ۔

امیکوٹانک کا استعمال ہر موسم میں مفید ہے ۔ یہ عام اشتہاری دوا نہیں ہے ۔ یہ نہایت مجرب باثر اور نہایت ہی کامیاب دوا امیکو ورکس کی تیار کردہ ہے ۔ قیمت فی شیشی (۳۲ خوراک) ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

ملنے کا پتہ :- سول ایجنٹس :- **امین اینڈ اسمعیل**
انگریزی دوا فروشان ۱۹۶ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

ایک جے ۔ اے ۔ وی استاد کی ضرورت

جو دو بچوں کو پہلی اور چوتھی کی تعلیم بمعہ انگریزی پڑھا سکتا ہو ۔ اور عمر پچاس سال سے کم نہ ہو ۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہوگا ۔ بچے پشاور کے ضلع میں ہیں ۔

پتہ :- خانزادہ محمد گلا در خان اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ ارزمک

ضرورت نکاح

ایک سرکاری ملازم احمدی او درسیر کے لئے لڑکی کی ضرورت ہے ۔ جو کہ خوبصورت اور امور خانہ داری سے واقف ہو وے ۔

معرفت :- مینیجر صاحب اخبار الفضل قادیان

ضرورت

علاقہ یو ۔ پی کی ایک ریاست میں چند اساتذہ کی بچوں کی ابتدائی تعلیم کیلئے ضرورت ہے تنخواہ دس روپیہ سے لیکر پچیس روپیہ تک ہوگی ۔ استاد طبیعت کے حلیم اور بردبار ہوں ۔ احمدیت کے تجربے سے واقف کار درخواستیں معہ سفارش امیر جماعت یا سکرٹری جماعت امور عامہ میں بھیجیں ۔

ناظر امور عامہ قادیان

جھوٹے دوست کی طرح
نقلی دوا مصیبت میں دھوکہ دیتی ہے

نقلیں اصل کی خوبیوں کا دھوکہ دینے کے لئے ہی بنائی جاتی ہیں ۔ اس لئے اصل کی خوبیاں نہ رکھنے والی دوائیوں کی نقلیں نہ صرف دام کا ہی نقصان کرتی ہیں بلکہ کسی وقت پر دھوکہ دینے کی وجہ سے پرخطر ہوتی ہیں نقل پر آپ بھروسہ نہیں کر سکتے ہیں ۔ کوی ٹونو دھبہ بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما ویدا ایڈیٹر دیش اپکارک لاہور کی بنائی ہوئی

"امرت دھارا" رجسٹرڈ

ہی سنکڑوں امراض کے لئے رام بان ہے ۔ کچھ لوگ اس کی بڑھتی ہوئی بکری دیکھ کر اس کی نقلوں سے پبلک کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں ۔ پبلک کی صحت و دولت کا نقصان نہ ہو ۔ اس لئے آپ کو مشورہ دیا جاتا ہے ۔ کہ آپ ہمیشہ پنڈت جی کا نام دیکھ کر اصل امرت دھارا ہی خریدا کریں !

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ ۔ نصف ۔ ایک روپیہ چار آنے ۔ نمونہ آٹھ آنے

ترکیب استعمال کی کتاب شیشی کے ساتھ ہوتی ہے ۔ ہندوستان کی جس زبان میں چاہیئے ۔ ہمیں لکھ دیں مفصل حالات کے واسطے رسالہ امرت منگوائیں ۔ کارخانہ کی دیگر چار سو ادویات کی فہرست اور طبی کتب مصنفہ پنڈت صاحب کی فہرست اور رسالہ امراض مخصوصہ مرداں بھی جسکو ضرورت ہو مانگنے پر مفت بھیجے جاتے ہیں

خط و کتابت و تار کیلئے پتہ :- **امرت دھارا ۔ لاہور**

المشتہر :- منیجر امرت دھارا اوشد ھالیہ ۔ امرت دھارا بلڈنگس ۔ امرت دھارا سٹرک ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پنجاب یونینسٹ پارٹی کی طرف سے ۱۹ جون کو سر میاں فضل حسین اور چوہدری ظفر اللہ خاں کے اعزاز میں جو دعوت طعام دی گئی۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے سر فضل حسین نے کہا۔ کہ میں نے کوئی نئے اصول وضع نہیں کئے۔ بلکہ بالکل وہی ہیں۔ جن کا مطالبہ کانگرسی خود کر رہے ہیں۔ یعنی ملک کی ترقی کا انحصار ملک کے تمام حصص کی ترقی پر ہے۔ ہاں البتہ ان کے نفاذ کا طریق کانگرس سے مختلف ہے۔ آپ نے کہا۔ آج کل کے کانگرسی خود مختاری چاہتے ہیں اور کسی امر پر دوسروں سے تبادلہ خیالات کرنا نہیں چاہتے لیکن یہ طریق غلط ہے۔ کیونکہ اب زمانہ ایسا ہے۔ کہ ڈکٹیٹرشپ کا قیام محال ہے۔ آج اگر کوئی نپولین بھی پیدا ہو۔ تو وہ ایک ہفتہ سے زیادہ برسر اقتدار نہیں رہ سکتا۔

دہلی سے ۲۰ جون کو سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ سرکاری کام کی زیادتی اور مشاورتی کمیٹی کی مصروفیت کی وجہ سے وائسرائے ہند نے افسوس کے ساتھ دورہ کا مجوزہ پروگرام ملتوی کر دیا ہے۔

نواب سر مزمل اللہ خاں رئیس بھیکم پور کے خسر مولوی سمیع اللہ صاحب چند روز ہوئے۔ اپنی زمینداری سے مالیہ وصول کرنے کے بعد آ رہے تھے۔ کہ ان پر فائر کئے گئے۔ جن کے باعث ان کا انتقال ہو گیا ہے۔

آئرلینڈ کی صورت حالات کے متعلق برطانیہ کے وزیر نو آبادیات کی تقریر کا خلاصہ گذشتہ پرچہ میں دیا جا چکا ہے اس کے جواب میں مسٹر ڈی ویلرا نے آئرش پارلیمنٹ میں ایک تقریر کی۔ جس میں کہا۔ جب تک برطانیہ خراج کے متعلق ایک غیر جانبدار کمیشن سے فیصلہ نہ کرائے۔ ہم ایک پائی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ برطانوی وزیر اعظم لوزان کانفرنس میں تو کہتے ہیں۔ کہ بین الاقوامی قرضے مختلف سلطنتوں کے لئے تباہ کن ثابت ہو رہے ہیں۔ مگر ہم سے خود ہی جس قدر چاہیں۔ خراج وصول کرتے ہیں۔

مانٹریل سے ۱۸ جون کی خبر ہے کہ تیل کے ایک جہاز میں آگ لگ گئی۔ جس سے تیس آدمی ہلاک اور ۲۳ مجروح ہوئے

نئی دہلی سے ۲۰ جون کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ زمینداروں کی بدحالی کے پیش نظر چیف کمشنر نے گذشتہ فصل کے مالیہ کی بقایا تیس ہزار کی رقم معاف کر دی ہے۔ اور فصل ربیع ۳۲ء کے مطالبہ میں چالیس ہزار روپیہ کی وصولی ملتوی کر دی ہے۔

احمد آباد کے مشہور سیٹھ رنچھوڑ داس کو دہلی کانگرس کی صدارت کرنے کی وجہ سے پانچ ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا تھا۔ ۲۰ جون کو پولیس نے ان کے کارخانہ میں جا کر وہاں سے اتنی رقم کے نوٹ قرق کر لئے۔

لاہور ڈسٹرکٹ کورٹ کے مال خانہ کے انچارج ہیڈ کنسٹیبل کے فرار کی خبر گذشتہ پرچہ میں دی جا چکی ہے۔ پولیس نے اسے گرفتار کر لیا ہے۔ اس نے چار ہزار روپیہ کے قریب مال غبن کیا تھا۔ بہت سے غبن شدہ زیورات ایک بازاری عورت کے مکان سے دستیاب ہوئے۔

کانپور پولیس نے ۲۰ جون کو ایک ہندو کے مکان پر چھاپہ مارا اور بہت سے بم برآمد کئے۔

بمبئی سے ۱۹ جون کی اطلاعات مظہر ہیں کہ تاحال کمل امن نہیں ہوا۔ آج بھی دو مسلمانوں پر قاتلانہ حملے کئے گئے۔

امریکن سینٹ نے ۱۸ کے مقابلہ میں ۶۲ آراء کی کثرت سے فوجی پنشنروں کے الاؤنس کا بل نامنظور کر دیا ہے فوجی پنشنروں کی ایک بھاری جمعیت نیویارک میں اس بل کے فیصلہ کا انتظار کر رہی تھی۔ اب انہوں نے پولیس کو نوٹس دیدیا ہے۔ کہ وہ سخت ایجی ٹیشن کریں گے۔ اور ریلوے لائنوں پر کھڑے ہو کر گاڑیوں کی آمد و رفت روک دیں گے۔

شملہ سے ۱۹ جون کی خبر ہے کہ یہاں کے ذمہ دار حلقوں میں یہ افواہ گرم ہے کہ فرقہ وار تصفیہ کے متعلق حکومت چند ہفتوں تک اعلان کر دیگی۔ اس کے بعد مشاورتی کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوگا۔ جس میں تفصیلات پر بحث کی جائیگی اور اگر اطمینان بخش فیصلہ ہو گیا۔ تو اس سال کے اختتام سے قبل جدید دستور کا مسودہ حکومت کی طرف سے دار العوام میں پیش کر دیا جائیگا۔ لبرل لیڈر اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ گول میز کانفرنس کا تیسرا اجلاس جلد منعقد کیا جائے۔ یا ہندوستانی مندوبین اور دار العوام کے ارکان کی ایک مشترکہ کمیٹی باہم تبادلہ خیالات کے لئے مقرر کی جائے۔

ایڈیٹر فری پریس پر مولانا شوکت علی نے ازالہ حیثیت عرفی کا جو مقدمہ دائر کیا تھا۔ اس میں استغاثہ کا بیان سننے کے عدالت نے ملزمین کے نام سمن جاری کر دئے ہیں۔

کانپور میں گذشتہ سال جو فساد ہوا تھا۔ اس کے ایک مسلمان ملزم کو عدالت نے پھانسی کی سزا دی تھی۔ جو آخر تک بحال رہی اور ۱۸ جون کو فیض آباد جیل میں اسے پھانسی دیدی گیا۔

دہلی کے ایک سوداگر پارچہ کی دوکان میں دو بنگالی نوجوان کپڑا خریدنے کے بہانہ سے آئے۔ مگر جاتے ہوئے وہاں فاسفورس چھوڑ گئے۔ جس سے آگ لگ سکتی ہے۔ لیکن مطلع ہو جانے کی وجہ سے وہاں تو یہ شرارت کارگر نہ ہو سکی۔ لیکن ایک دوسری دکان میں جس میں وہ پہلے فاسفورس رکھ آئے تھے۔ آگ لگ گئی۔ جس پر بہت جلد قابو پا لیا گیا کانگرسیوں کی طرف سے یہ نئے ڈھنگ کی شرارت کا آغاز ہے۔

ڈبلن سے ۲۰ جون کی اطلاع ہے کہ مذہبی کانفرنس کے انعقاد کی تاریخ بالکل قریب آ رہی ہے۔ اور اس میں شامل ہونے کے لئے روزانہ پانچ ہزار کی اوسط سے یورپ کے ہر حصہ سے لوگ آ رہے ہیں۔ سترلاکھ زائرین کے جمع ہونے کی توقع ہے ہر ملک کا جھنڈا کسی نہ کسی مقام پر لہرا رہا ہے لیکن یونین جیک کہیں نظر نہیں آتا۔ ایک دو جگہ لہرایا گیا تھا۔ لیکن ریپبلیکن آرمی کے افسروں نے اسے سرنگوں کرا دیا۔

لنڈن سے ۲۰ جون کی اطلاع ہے کہ لارڈ لائیڈ سابق گورنر بمبئی اور بشپ آف کارلائل نے کمبرلینڈ کے ایک سکول میں تین بجے تقریر کرنی تھی۔ لیکن کسی شخص نے عین اس پلیٹ فارم کے نیچے جہاں وہ بیٹھنے والے تھے۔ پوشیدہ طور پر ایک ایسا بم رکھ دیا۔ جو ۱/۲ ۳ بجے پھٹنا تھا۔ مگر پولیس کو اس کے پھٹنے سے قبل ہی علم ہو گیا۔ اور دونوں صاحبان بچ گئے۔

فرینڈز آف انڈیا سوسائٹی کا ایک جلسہ ۲۰ جون کو لنڈن میں منعقد ہوا۔ جس میں کانگرس کی برانچ کو لنڈن میں دوبارہ قائم کرنے کے مسئلے پر غور کیا گیا۔ اور ہندوستان کے حق آزادی کو تسلیم کیا گیا۔ جس عمارت میں جلسہ ہوا۔ اس پر کانگرس کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔

سری نگر میں ۱۲ جون کو فائر بریگیڈ کے مسلم ملازموں اور سکھ کنسٹیبلوں میں کسی بات پر فساد ہو گیا۔ جسے حکام نے بروقت روک دیا۔ فریقین کے پانچ آدمی زخمی ہوئے۔

سر وی۔ ایل۔ مہتا وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے نائب صدر مقرر ہوئے ہیں۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کے یتیم خانہ کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر انبالہ کی ایک مسلم خاتون بشیرن بیگم صاحبہ نے ۲۵ ہزار روپیہ کی مالیت کی جائداد یتیم خانہ کو عطا کی۔

بنگال کے ایک مقام مہرپور میں کانگرسیوں نے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی